



بَشْکُونِی



Madani Update : 03124005007

”لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ وَلَا تَطَيَّرَ لَهُ“

یعنی جس نے بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

(المعجم الكبير، ۱۸/۱۶۲، حدیث: ۳۵۵)

بدشگونی

پیش کشی

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

نام کتاب : بدشگونی

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

پہلی بار : محرم الحرام ۱۴۳۵ھ، دسمبر ۲۰۱۳ء تعداد: 25000 (پچیس ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ (کراچی)

تصدیق نامہ

حوالہ: 188

تاریخ: ۷ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

”بدشگونی“

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی

گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ

کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیش کتب و رسائل (دعوت اسلامی)

12 - 11 - 2013



E.mail: ilmia@dawateislami.net

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”اسلامی زندگی“ کے 11 حُرُوف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 11 نیتیں

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ ۝ مسلمان کی نیت

اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الكبير للطبرانی، ۶/۵۸۱، حدیث: ۲۴۹۵)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوذ و ﴿۴﴾ تسمیہ سے آغاز کروں

گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا)۔

﴿۵﴾ حتیٰ اَوْشَعِ اِس کا باؤضو اور ﴿۶﴾ قَبْلَهُ وَمُطَالَعۃ کروں گا ﴿۷﴾ قرآنی آیات اور

﴿۸﴾ احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا ﴿۹﴾ جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک

آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿۱۰﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسمِ مبارک آئے گا وہاں

صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿۱۱﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو

ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (مصنف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف

زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

المدينة العلمية

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم
تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت،
احیائے سنت اور اشاعتِ علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے،
ان تمام امور کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا
ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدينة العلمية“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی
کے علماء و مفتیانِ کرام کثرہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی
اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

- (۱) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- (۲) شعبہ درسی کتب
- (۳) شعبہ اصلاحی کتب
- (۴) شعبہ تراجم کتب
- (۵) شعبہ تنقیش کتب
- (۶) شعبہ تخریج

”المدينة العلمية“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ

اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجددِ دین و
ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و

برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی رگراں مایہ تصانیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الوسع سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزَّوَجَلَّ ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدينة العلمية“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

امین بِجَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قیامت کا نور

شفیع روز شمار، جناب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ نور بار
ہے: زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰةِ عَلٰی فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلٰی نُوْرٍ لَّکُمْ یَوْمَ
الْقِیَمَةِ یعنی تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا
بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہوگا۔ (الجامع الصغیر، ص ۲۸۰، حدیث ۴۵۸۰)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

منہخوس کون؟

ایک بادشاہ اپنے وزیروں و مشیروں کے ساتھ دربار میں موجود تھا کہ
کالے رنگ کے ایک آنکھ والے آدمی کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، لوگوں کو شکایت
تھی کہ یہ ایسا منخوس ہے کہ جو صبح سویرے اس کی شکل دیکھ لیتا ہے اُسے ضرور کوئی نہ کوئی
نقصان اٹھانا پڑتا ہے لہذا اسے ملک سے نکال دیا جائے۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد
بادشاہ نے کہا: کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے میں خود تجربہ کروں گا اور کل صبح سب سے
پہلے اس کی صورت دیکھوں گا پھر کوئی دوسرا کام کروں گا۔ اگلے دن جب بادشاہ بیدار
ہوا اور خواب گاہ کا دروازہ کھولا تو وہی ایک آنکھ والا آدمی سامنے کھڑا تھا۔ بادشاہ اس کو
دیکھ کر واپس پلٹ آیا اور دربار میں جانے کے لئے تیار ہونے لگا۔ لباس تبدیل کرنے

کے بعد جو نہی بادشاہ نے جوتے میں اپنا پاؤں ڈالا اُس میں موجود ہریلے پھوٹنے لگے۔
 ڈنک مار دیا۔ بادشاہ کی چیخیں بلند ہوئیں تو خدمت گار بھاگ بھاگ اس کے پاس پہنچے۔
 زہر کے اثر سے بادشاہ کا سُرخ و سفید چہرہ نیلا پڑ چکا تھا، محل میں شور مچ گیا کہ ”بادشاہ
 سلامت کو بچھونے کاٹ لیا ہے۔“ چند لمحوں میں وزیر خاص بھی پہنچ گئے، ہاتھوں ہاتھ
 شاہی طبیب کو طلب کر لیا گیا جس نے بڑی مہارت سے بادشاہ کا علاج شروع کر دیا۔
 جیسے تیسے کر کے بادشاہ کی جان تو بچ گئی لیکن اسے کئی روز بسترِ علالت پر گزارنا پڑے۔
 جب طبیعت ذرا سنبھلی اور بادشاہ دربار میں بیٹھا تو ایک آنکھ والے آدمی کو دوبارہ پیش کیا
 گیا تا کہ اسے سزا سنائی جائے کیونکہ شکایت کرنے والوں کا کہنا تھا کہ اب اس کے
 ”منخوس“ ہونے کا تجربہ خود بادشاہ سلامت کر چکے ہیں۔ وہ شخص رور و کریم کی فریاد
 کرنے لگا کہ مجھے میرے وطن سے نہ نکالا جائے۔ یہ دیکھ کر ایک وزیر کو اس پر رحم آ گیا،
 اس نے بادشاہ سے بولنے کی اجازت لی اور کہنے لگا: بادشاہ سلامت! آپ نے صبح
 اس کی صورت دیکھی تو آپ کو کچھونے کاٹ لیا اس لئے یہ منخوس ٹھہرا لیکن معاف کیجئے گا
 کہ اس نے بھی صبح سویرے آپ کا چہرہ دیکھا تھا جس کے بعد سے یہ اب تک قید میں
 تھا اور اب شاید اسے مُلک بدری (یعنی مُلک چھوڑنے) کی سزا سنائی جائے تو
 ذرا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ منخوس کون؟ یہ شخص یا آپ؟ یہ سُن کر بادشاہ لا جواب
 ہو گیا اور ایک آنکھ والے آدمی کو نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ اعلان کروا دیا کہ آئندہ
 کسی نے اس کو منخوس کہا تو اُسے سخت سزا دی جائے گی۔

کیا کوئی شخص منحوس ہو سکتا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی شخص، جگہ، چیز یا وقت کو منحوس جاننے کا اسلام میں کوئی تصوُّر نہیں یہ محض وہی خیالات ہوتے ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ سے اسی نوعیت کا **سوال** کیا گیا کہ ایک شخص کے متعلق مشہور ہے اگر صبح کو اس کی منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ وقت اور پریشانی اٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق (اعتماد اور بھروسہ) ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ اور پریشانی ہوگی چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب ہر بار تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر اس اثر (یعنی بات) کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے اس سے سامنا ہو جائے تو اپنے مکان پر واپس آ جاتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد یہ معلوم کر کے کہ وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے! اپنے کام کے لئے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طریقہ عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **جواب** دیا: شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: **اِذَا تَطَيَّرْتُمْ فَاَمْضُوا** یعنی جب کوئی شگون بد گمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔^۱ وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمانوں کو ایسی جگہ چاہیے کہ **اَللّٰهُمَّ**

لینہ

۱۔ فتح الباری، کتاب الطب، باب الطیرة، ۱۱/۱۸۱، تحت الحدیث: ۵۷۵۴

لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“^۱ (اے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں) پڑھ لے اور اپنے رب (عَزَّوَجَلَّ) پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رُکے، نہ واپس آئے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (فتاویٰ رضویہ، ۶۴۱/۲۹ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گناہوں کا مجموعہ

کسی شخص کو منحوس قرار دینے میں اس کی سخت دل آزاری ہے اور اس سے ٹہمت دھرنے کا گناہ بھی ہوتا ہے اور یہ دونوں جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ مذکورہ گناہوں کی مذمت پر مشتمل 2 روایات ملاحظہ کیجئے اور خوفِ خداوندی سے لرزیئے، چنانچہ ﴿شَهْنَشَاوُ نُوت﴾، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اُس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک دوزخیوں کے کیچڑ، پیپ اور خون میں رکھے گا جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے۔ (ابوداؤد، کتاب القضیہ، باب فی الشهادات، ۴۲۷/۳، الحدیث ۳۵۹۷) ﴿سُلْطَانِ دُوْجْہَانِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مَنْ اَذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اَذٰنٰی وَمَنْ اَذٰنٰی فَقَدْ اَذٰی

دینہ

۱: مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، باب ما یقول الرجل اذا نفق الغراب، ۴۲۷/۷، الحدیث: ۱

اللہ۔ (یعنی) جس نے (بلاوجہ شرعی) کسی مسلمان کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔“ (الْمُعْجَمُ الْاَوْسَطُ، ۳۸۷/۲، حدیث: ۳۶۰۷) اللہ ورسول عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم کو ایذا دینے والوں کے بارے میں اللہ عزوجل پارہ 22 سورۃ الاحزاب کی آیت 57 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُّؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
مُّهِينًا ﴿٥٧﴾ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۷) نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اشگون کی قسمیں

شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وقت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ اس کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (۱) بُرا شگون لینا (۲) اچھا شگون لینا۔ علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی تفسیر قرطبی میں نقل کرتے ہیں: اچھا شگون یہ ہے کہ جس کام کا ارادہ کیا ہو اس کے بارے میں کوئی کلام سن کر دلیل پکڑنا، یہ اس وقت ہے جب کلام اچھا ہو، اگر بُرا ہو تو بد شگونی ہے۔ شریعت نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ انسان اچھا شگون لے کر خوش ہو اور اپنا کام خوش

خوشى پاىہ تکمیل تک پہنچائے اور جب بُرا کلام سُنے تو اس کی طرف توجُّہ نہ کرے اور نہ ہی اس کے سبب اپنے کام سے رُکے۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، پ ۲۶، الاحقاف، تحت الاية: ۴، ج ۸، جزء ۱۶، ص ۱۳۲)

اچھے بُرے شگون کی مثالیں

اچھے شگون کی مثال یہ ہے کہ ہم کسی کام کو جارہے ہوں، کسی نے پکارا: ”یا رَشید (یعنی اے ہدایت یافتہ)“، ”یا سَعید (یعنی اے سعادت مند)“، ”اے نیک نَحْت“، ہم نے خیال کیا کہ اچھا نام سُنا ہے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی ہوگی یا کسی بُرگ کی زیارت ہوگئی اسے اپنے حق میں اچھا سمجھا کہ اب اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اپنے مقصد میں کامیابی ملے گی جبکہ بدشگونی کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص سفر کے ارادے سے گھر سے نکلا لیکن راستے میں کالی بلی راستہ کاٹ کر گزر گئی، اب اس شخص نے یہ یقین کر لیا کہ اس کی خُوست کی وجہ سے مجھے سفر میں ضرور کوئی نقصان اُٹھانا پڑے گا اور سفر کرنے سے رُک گیا تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص بدشگونی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں جہالت کی وجہ سے رواج پانے والی خرابیوں میں ایک بدشگونی بھی ہے جس کو بد فالی بھی کہا جاتا ہے جبکہ عربی میں اس کو طَائِرٌ طَیْرٌ اور طَیْرَةٌ کہا جاتا ہے، عرب لوگ طَائِر (یعنی پرندے) کو اڑا کر اس سے فال لیتے تھے، پرندے کے دائیں طرف اُڑنے سے اچھی فال لیتے اور بائیں طرف اُڑنے اور کووں کے کانیں کانیں کرنے سے بدشگونی (بُری فال) لیتے، اس کے بعد مطلقاً

بدشگونی کے لیے طائر، طیر اور طیرۃ کا لفظ استعمال ہونے لگا۔ (تفسیر کبیر ۵/ ۳۴۴ ملتقطاً) عرب لوگ پرندوں کے ناموں، آوازوں، رنگوں اور ان کے اڑنے کی سمتوں سے فال لیا کرتے تھے چنانچہ عقاب (ایک طاقتور شکاری پرندہ) سے مصیبت، کوئے سے سفر اور ہڈ ہڈ (ایک خوبصورت پرندہ) سے ہدایت کی فال لیتے اسی طرح اگر پرندے دائیں جانب اڑتے تو اچھا شگون اور بائیں جانب اڑتے تو بدشگونی لیا کرتے تھے۔ (بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ، باب الخامس والعشرون، ۳۷۸/۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شیطانی کام

رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْعِیَافَةُ وَالطَّیْرَةُ وَالطَّرْقُ مِنْ الْجِبْتِ یعنی اچھایا بُرا شگون لینے کے لیے پرندہ اڑانا، بدشگونی لینا اور طرُق (یعنی کنکر پھینک کر یاریت میں لکیر کھینچ کر فال نکالنا) شیطانی کاموں میں سے ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الخط و زجر الطیر، ۴/ ۲۲، حدیث: ۳۹۰۷)

بدشگونی حرام اور نیک فال لینا مستحب ہے

حضرت سیدنا امام محمد آفندی رومی برکلی علیہ رحمۃ اللہ الولی الطَّرِیْقَةُ الْمُحَمَّدِیَّة میں لکھتے ہیں: بدشگونی لینا حرام اور نیک فال یا اچھا شگون لینا مُسْتَحَب ہے۔

(الطريقة المحمدية، ۲/ ۲۴۰۱۷)

اہم ترین وصاحت

نہ چاہتے ہوئے بھی بعض اوقات انسان کے دل میں بُرے شگون کا خیال آہی جاتا ہے اس لئے کسی شخص کے دل میں بدشگونی کا خیال آتے ہی اسے گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دل میں بُرا خیال آجانے کی بنا پر سزا کا حقدار ٹھہرانے کا مطلب کسی انسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ترجمہ کنز الایمان: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں (پ ۳، البقرة: ۲۸۶) ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

حضرت علامہ ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت تفسیرات احمدیہ میں لکھتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ ہر جاندار کو اس بات کا مُکَلَّف (یعنی ذمہ دار) بناتا ہے جو اس کی وسعت و قدرت میں ہو۔ (التفسیرات الاحمدیہ، ص ۱۸۹)

چنانچہ اگر کسی نے بدشگونی کا خیال دل میں آتے ہی اسے جھٹک دیا تو اس پر کچھ الزام نہیں لیکن اگر اس نے بدشگونی کی تاثیر کا اعتقاد رکھا اور اسی اعتقاد کی بنا پر اس کام سے رُک گیا تو گناہ گار ہوگا مثلاً کسی چیز کو منحوس سمجھ کر سفر یا کاروبار کرنے سے یہ سوچ کر رُک گیا کہ اب مجھے نقصان ہی ہوگا تو اب گنہگار ہوگا۔ شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی یتیمی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الباری اپنی کتاب الزَّوْاجِرُ عَنْ اقْتِرَافِ الْكِبَايِرِ میں بدشگونی کے بارے میں دو حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

پہلی اور دوسری حدیث پاک کے ظاہری معنی کی وجہ سے بد فالی کو گناہ کبیرہ شمار کیا جاتا ہے اور مناسب بھی یہی ہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہو جو بد فالی کی تاثیر کا اعتقاد رکھتا ہو جبکہ ایسے لوگوں کے اسلام (یعنی مسلمان ہونے نہ ہونے) میں کلام ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبار، باب السفر، ۱/۳۲۶)

۷۔ کریں نہ تنگ خیالاتِ بد کبھی، کر دے

شُعُور و فکر کو پاکیزگی عطا یارب (وسائل بخشش، ص ۹۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نازل ترین مسلمان

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: الطَّيْرَةُ شَرُُّ الطَّيْرَةِ شَرُُّ ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلَكِنَّ اللّٰہَ يَذِہْبُہٗ بِالتَّوَكُّلِ یعنی بد فالی لینا شرک ہے، بد فالی لینا شرک ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا، (پھر ارشاد فرمایا:) ہم میں سے ہر شخص کو ایسا خیال آجاتا ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ توکل کے ذریعے اسے دور فرما دیتا ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الکھانۃ والطیر، باب فی الطیرۃ، ۴/۲۳، حدیث: ۳۹۱۰)

حضرت سیدنا علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی تشریح

میں لکھتے ہیں: بدشگونی لینے کو شرک قرار دیا گیا ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ بدشگونی کے تقاضے پر عمل کرنے سے ان کو نفع حاصل ہوتا ہے یا ان سے

چنانچہ: ❀ کبھی اندھے، لنگڑے، ایک آنکھ والے اور معذور لوگوں سے تو کبھی کسی

خاص پرندے یا جانور کو دیکھ کر یا اس کی آواز کو سن کر بدشگونی کا شکار ہو جاتے ہیں ❀

کبھی کسی وقت یا دن یا مہینے سے بدفالی لیتے ہیں ❀ کوئی کام کرنے کا ارادہ کیا اور

کسی نے طریقہ کار میں نقص کی نشاندہی کر دی یا اس کام سے رُک جانے کا کہا تو اس

سے بدشگونی لیتے ہیں کہ اب تم نے ٹانگ اڑا دی ہے تو یہ کام نہیں ہو سکے گا ❀ کبھی

ایمبولینس (Ambulance) کی آواز سے تو کبھی فائر بریگیڈ (Fire brigade) کی

آواز سے بدشگونی میں مبتلا ہوتے ہیں ❀ کبھی اخبارات میں شائع ہونے والے

ستاروں کے کھیل سے اپنی زندگی کو غمگین ورنجیدہ کر لیتے ہیں ❀ کبھی مہمان کی رخصتی

کے بعد گھر میں جھاڑو دینے کو منحوس خیال کرتے ہیں ❀ کبھی جوتا اُتارتے وقت

جوتے پر جوتا آنے سے بدشگونی لیتے ہیں ❀ کسی کا کٹا ہوا ناخن پاؤں کے نیچے

آجائے تو آپس میں دشمنی ہو جانے کی بدشگونی لیتے ہیں ❀ سیدھی آنکھ پھڑکے تو

یقین کر لیتے ہیں کہ کوئی مصیبت آئے گی ❀ عید جمعہ کے دن ہو جائے تو اسے

حکومت وقت پر بھاری سمجھتے ہیں ❀ کبھی بلی کے رونے کو منحوس سمجھتے ہیں تو کبھی رات

کے وقت کتے کے رونے کو ❀ مُرعادن کے وقت اذان دے تو بدفالی میں مبتلا

ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اسے ذبح کر ڈالتے ہیں ❀ پہلا گاہگ سودا لے بغیر چلا

جائے تو دکاندار اس سے بدشگونی لیتا ہے ❀ نئی نویلی دلہن کے گھر آنے پر خاندان کا

کوئی شخص فوت ہو جائے یا کسی عورت کی صرف بیٹیاں ہی پیدا ہوں تو اس پر منحوس

ہونے کا لیل لگ جاتا ہے ﴿حاملہ عورت کو میت کے قریب نہیں آنے دیتے کہ بچے پر بُرا اثر پڑے گا﴾ جوانی میں بیوہ ہو جانے والی عورت کو منحوس جانتے ہیں، نیز یہ سمجھتے ہیں کہ ﴿خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہوتی ہے﴾ کسی کا کنگھا استعمال کرنے سے دونوں میں جھگڑا ہوتا ہے ﴿خالی برتنوں یا چمچ آپس میں ٹکرانے سے گھر میں لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے﴾ جب بادلوں میں بجلی کڑک رہی ہو اور سب سے بڑا بچہ (پکھوٹھا، پہلوٹھا) باہر نکلے تو بجلی اس پر گر جائے گی ﴿بچے کے دانت اُلٹے نکلیں تو تنھیال (یعنی ماموں وغیرہ) پر بھاری ہوتے ہیں﴾ دودھ پیتے بچے کے بالوں میں کنگھی کی جائے تو اس کے دانت ٹیڑھے نکلتے ہیں ﴿چھوٹا بچہ کسی کی ٹانگ کے نیچے سے گزر جائے تو اس کا قد چھوٹا رہ جاتا ہے﴾ بچہ سویا ہوا ہو اُس کے اوپر سے کوئی پھلانگ کر گزر جائے تو بچے کا قد چھوٹا رہ جاتا ہے ﴿مغرب کے بعد دروازے میں نہیں بیٹھنا چاہئے کیونکہ بلائیں گزر رہی ہوتی ہیں﴾ زلزلے کے وقت بھاگتے ہوئے جو زمین پر گر گیا وہ گونگا ہو جائے گا ﴿رات کو آمینہ دیکھنے سے چہرے پر جھریاں پڑتی ہیں﴾ انگلیاں چٹھانے سے سُحُست آتی ہے ﴿سورج

دینہ

۱: انگلیاں چٹھانے کے تین احکام: (الف) نماز کے دوران مکروہ تحریمی ہے اور تَوَاجِعِ نماز میں مثلاً نماز کیلئے جاتے ہوئے، نماز کا انتظار کرتے ہوئے بھی انگلیاں چٹھانا مکروہ ہے (بہار شریعت ۶۲۵/۱) (ب) خارج نماز میں (یعنی تَوَاجِعِ نماز میں بھی نہ ہو) بغیر حاجت کے انگلیاں چٹھانا مکروہ تنزیہی ہے (ج) خارج نماز میں کسی حاجت کے سبب مثلاً انگلیوں کو آرام دینے کیلئے انگلیاں چٹھانا مُباح (یعنی بلا کراہت جائز) ہے (رَدُّ الْمَحْتَار ۲ / ۴۹۳-۴۹۴)

گرہن کے وقت حاملہ عورت پُھری سے کوئی چیز نہ کاٹے کہ بچہ پیدا ہوگا تو اس کا ہاتھ یا پاؤں کٹا یا چر اہوا ہوگا ﴿﴾ نو مولود (یعنی بہت چھوٹے بچے) کے کپڑے دھو کر نچوڑے نہیں جاتے کہ اس سے بچے کے جسم میں درد ہوگا ﴿﴾ کبھی نمبروں سے بد فالی لیتے ہیں (بالخصوص یورپی ممالک کے رہنے والے)، اسی لئے ان کی بڑی بڑی عمارتوں میں 13 نمبر والی منزل نہیں ہوتی (بارہویں منزل کے بعد والی منزل کو چودھویں منزل قرار دے لیتے ہیں)، اسی طرح ان کے اسپتالوں میں 13 نمبر والا بستر یا کمرہ بھی نہیں پایا جاتا کیونکہ وہ اس نمبر کو منحوس سمجھتے ہیں ﴿﴾ رات کے وقت کنگھی چوٹی کرنے یا ناخن کاٹنے سے نحوست آتی ہے ﴿﴾ گھر کی چھت یا دیوار پر آٹو بیٹھنے سے نحوست آتی ہے (جبکہ مغربی ممالک میں آلو کو بایرکت سمجھا جاتا ہے) ﴿﴾ مغرب کی اذان کے وقت تمام لائٹیں روشن کر دینی چاہئیں ورنہ بلائیں اُترتی ہیں۔ مذکورہ بالا بدشگونیوں کے علاوہ بھی مختلف معاشروں، قوموں، برادریوں میں مختلف بدشگونیاں پائی جاتی ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بدشگونی کے قصصات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدشگونی انسان کے لئے دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ یہ انسان کو وسوسوں کی دلدل میں اتار دیتی ہے چنانچہ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز سے ڈرنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی پُر چھائی (یعنی سائے) سے بھی خوف کھاتا ہے۔ وہ اس و ہم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ دنیا کی ساری

بدبختی و بد نصیبی اسی کے گرد جمع ہو چکی ہے اور دوسرے لوگ پُر سکون زندگی گزار رہے ہیں۔ ایسا شخص اپنے پیاروں کو بھی وہی نگاہ سے دیکھتا ہے جس سے دلوں میں کدورت (یعنی دشمنی) پیدا ہوتی ہے۔ بدشگونی کی باطنی بیماری میں مبتلا انسان ذہنی و قلبی طور پر مفلوج (یعنی ناکارہ) ہو کر رہ جاتا ہے اور کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکتا۔ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَضَرَّ بِالرَّأْسِي وَلَا أَفْسَدَ لِلتَّدْبِيرِ مِنْ إِعْتِقَادِ الطَّيْرِ جَانِ لَوْ! بدشگونی سے زیادہ فکر کو نقصان پہنچانے والی اور تدبیر کو بگاڑنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ (ادب الدنيا والدين، ص ۲۷۴)

کثیر احادیث مبارکہ میں بھی بدشگونی کے نقصانات سے خبردار کیا گیا ہے

چنانچہ

(۱) وہ ہم میں سے نہیں

حضور پاک، صاحبِ کواکب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بد فالی لینے والوں سے اپنی بیزاری کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ وَلَا تَطَيَّرَ لَهُ یعنی جس نے بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں ہے)۔ (المعجم الكبير، ۱۸/۱۶۲، حدیث: ۳۵۵ و فیض القدیر،

۲۸۸/۳، تحت الحدیث: ۳۲۰۶)

(۲) بلند درجوں تک نہیں پہنچ سکتا

شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان

ہے: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ لَمْ يَنْلِ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مَنْ تَكَلَّهْنَ أَوْ اسْتَقْسَمَ أَوْ رَدَّهُ مِنْ سَفَرِهِ طَيْرَهُ یعنی تین چیزیں جس شخص میں ہوں وہ بلند درجات تک نہیں پہنچ سکتا ﴿۱﴾ جو اپنی اٹکل سے غیب کی خبر دے (یعنی آئندہ کی بات بتائے) یا ﴿۲﴾ قال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرے یا ﴿۳﴾ بدشگونی کے سبب اپنے سفر سے رُک جائے۔ (تاریخ ابن عساکر، رجاء بن حیوة، ۱۸/۹۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بدشگونی کے شیطانی نتائج

﴿۱﴾ بدشگونی کا شکار ہونے والوں کا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتماد اور توکل کمزور ہو جاتا ہے ﴿۲﴾ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے ﴿۳﴾ تقدیر پر ایمان کمزور ہونے لگتا ہے ﴿۴﴾ شیطانی وسوسوں کا دروازہ کھلتا ہے ﴿۵﴾ بدفالی سے آدمی کے اندر توہم پرستی، بُزدلی، ڈر اور خوف، پست ہمتی اور تنگ دلی پیدا ہو جاتی ہے ﴿۶﴾ ناکامی کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً کام کرنے کا طریقہ دُرست نہ ہونا، غلط وقت اور غلط جگہ پر کام کرنا اور نا تجربہ کاری لیکن بدشگونی کا عادی شخص اپنی ناکامی کا سبب نحوست کو قرار دینے کی وجہ سے اپنی اصلاح سے محروم رہ جاتا ہے ﴿۷﴾ بدشگونی کی وجہ سے اگر رشتے نا طے توڑے جائیں تو آپس کی ناچاقیاں جنم لیتی ہیں ﴿۸﴾ جو لوگ اپنے اوپر بدفالی کا دروازہ کھول لیتے ہیں انہیں ہر چیز منحوس نظر آنے لگتی ہے، کسی کام کے لیے گھر سے نکلے اور کالی بلی نے راستہ کاٹ لیا تو یہ ذہن بنا لیتے

ہیں کہ اب ہمارا کام نہیں ہوگا اور واپس گھر آ گئے، ایک شخص صبح سویرے اپنی دکان کھولنے جاتا ہے راستہ میں کوئی حادثہ پیش آیا تو سمجھ لیتا ہے کہ آج کا دن میرے لیے منحوس ہے لہذا آج مجھے نقصان ہوگا یوں ان کا نظام زندگی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے کسی کے گھر پر آٹو کی آواز سن لی تو اعلان کر دیا کہ اس گھر کا کوئی فرد مرنے والا ہے یا خاندان میں جھگڑا ہونے والا ہے، جس کے نتیجے میں اس گھر والوں کے لئے مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے ﴿﴾ نیا ملازم اگر کاروباری ڈیل نہ کر پائے اور آرڈر ہاتھ سے نکل جائے تو فیکٹری مالک اسے منحوس قرار دے کر نوکری سے نکال دیتا ہے ﴿﴾ فنی دہن کے ہاتھوں اگر کوئی چیز گر کر ٹوٹ پھوٹ جائے تو اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر اس کی دل آزاری کی جاتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدشگونی اور طرح طرح کے ظاہری و باطنی

گناہوں سے بچنے کا جذبہ پانے کے لئے تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول کسی نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں، اس سے ہر دم وابستہ رہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس سے مُنسلک (مُن-س-لک) ہونے والوں کی زندگیوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں بلکہ مَدَنی انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اِس ضمن میں ایک مَدَنی بہار ملاحظہ ہو، چنانچہ

آسمان پر سے کاغذ کا پرزہ گرا

قصبہ کالونی (باب المدینہ کراچی) کے ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: ہمارے خاندان میں لڑکیاں کافی تھیں، چچا جان کے یہاں سات لڑکیاں تو بڑے بھائی جان کے یہاں 9 لڑکیاں! میری شادی ہوئی تو میرے یہاں بھی لڑکی کی ولادت ہوئی۔ سب کو تشویش سی ہونے لگی اور آج کل کے ایک عام ذہن کے مطابق سب کو وہم سا ہونے لگا کہ کسی نے جادو کر کے اولادِ زینہ کا سلسلہ بند کروا دیا ہے! میں نے نیت کی کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو 30 دن کے مدنی قافلے میں سفر کروں گا۔ میری مدنی مٹی کی امی نے ایک بار خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی کاغذ کا پرزہ ان کے قریب آ کر گرا، اٹھا کر دیکھا تو اُس پر لکھا تھا، **بِلال۔ الْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ** 30 دن کے مدنی قافلے کی برکت سے میرے یہاں مدنی مٹے کی آمد ہوگئی! نہ صرف ایک بلکہ آگے چل کر یکے بعد دیگرے دو مدنی مٹے مزید پیدا ہوئے۔ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کا کرم دیکھئے! 30 دن کے مدنی قافلے کی برکت صرف مجھ تک محدود نہ رہی۔ ہمارے خاندان میں جو بھی اولادِ زینہ سے محروم تھا سب کے یہاں خوشیوں کی بہاریں لٹاتے ہوئے مدنی مٹے تولد (یعنی پیدا) ہوئے۔ یہ بیان دیتے وقت **الْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ** میں علا قائی مدنی قافلہ ذمہ دار کی حیثیت سے مدنی قافلوں کی بہاریں لٹانے کی کوششیں کر رہا ہوں۔

آ کے تم با آدب، دیکھ لو فضل رب مَدَنی مَنے ملیں، قافلے میں چلو
کھوٹی قسمت کھری، گود ہوگی ہری مَتَا مَنی ملیں، قافلے میں چلو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مَدَنی قافلے کی برکت سے
کس طرح مَن کی مرادیں بر آتی ہیں! اُمید وں کی سوکھی کھیتیاں ہری ہو جاتی
ہیں، دلوں کی پژمردہ (یعنی مَرجھائی ہوئی) کلیاں کھل اٹھتی ہیں اور خانماں بربادوں کی
خوشیاں لوٹ آتی ہیں۔ مگر یہ ذہن میں رہے کہ ضروری نہیں ہر ایک کی دلی مراد لازمی
ہی پوری ہو، بارہا ایسا ہوتا ہے کہ بندہ جو طلب کرتا ہے وہ اُس کے حق میں بہتر نہیں ہوتا
اور اُس کا سوال پورا نہیں کیا جاتا۔ اُس کی منہ مانگی مراد نہ ملنا ہی اُس کیلئے انعام ہوتا
ہے۔ مثلاً یہی کہ وہ اولادِ مزینہ مانگتا ہے مگر اُس کو مَدَنی مَنیوں سے نوازا جاتا ہے اور
یہی اُس کے حق میں بہتر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ پارہ دوسرا سورۃ البقرہ کی آیت نمبر
216 میں رَبُّ الْعِبَادِ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے:

عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۲۱۶﴾

ترجمہ کنز الایمان: قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(پ ۲، البقرہ: ۲۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ۱/۱۰۶۱ بتغیر قلیل)

بدشگونی لینا غیر مسلموں کا طریقہ ہے

کسی شخص یا چیز کو منحوس قرار دینا مسلمانوں کا شیوہ نہیں یہ تو غیر مسلموں کا پرانا طریقہ ہے۔ اس قسم کے 4 واقعات ملاحظہ ہوں:

﴿(۱) فرعونیوں کا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بدشگونی لینا﴾

پارہ 9 سورۃ الاعراف کی آیت 131 میں ہے:

فَاِذَا جَاءَتْهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوْا
لَٰهٰذِهِۦٓ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
يَّطَيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اِلَّا
اِنَّمَا ظَنُّهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: تو جب انہیں بھلائی ملتی
کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی
تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے بدشگونی
لیتے، سُن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ
کے یہاں ہے لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں۔

(پ ۹، الاعراف: ۱۳۱)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس آیت
کے تحت لکھتے ہیں: جب فرعونیوں پر کوئی مصیبت (قحط سالی وغیرہ) آتی تھی تو حضرت
موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی مؤمنین سے بدشگونی لیتے تھے، کہتے تھے کہ جب
سے یہ لوگ ہمارے ملک میں ظاہر ہوئے ہیں تب سے ہم پر مصیبتیں بلائیں آنے
لگیں۔ (مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: انسان مصیبتوں، آفتوں میں پھنس کر توبہ کر لیتا

ہے مگر وہ لوگ ایسے سرکش تھے کہ ان سب سے ان کی آنکھیں نہ کھلیں بلکہ ان کا کُفر و سرکشی اور زیادہ ہو گئی کہ جب کبھی ہم ان کو آرام دیتے ہیں، ارزانی، چیزوں کی فراوانی وغیرہ تو وہ کہتے کہ یہ آرام و راحت ہماری اپنی چیزیں ہیں، ہم اس کے مستحق ہیں نیز یہ آرام ہماری اپنی کوششوں سے ہیں۔ (تفسیر نعیمی ۹/۱۱۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۲) قومِ ثمود نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بدشگونی لی

حضرت سیدنا صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قومِ ثمود کی طرف مبعوث کیا گیا کہ انہیں ایک رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی طرف بلائیں۔ جب آپ عَلَی نَبِیْنَاوَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں اس کی دعوت پیش کی تو ایک گروہ آپ پر ایمان لے آیا جب کہ دوسرا گروہ اپنے کُفر پر قائم رہا اور حضرت سیدنا صالح عَلَی نَبِیْنَاوَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو چیلنج دینے لگا کہ اے صالح! جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو اس کو لاؤ اگر رسولوں میں سے ہو! جواباً آپ عَلَی نَبِیْنَاوَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کو سمجھاتے: تم عافیت کی جگہ مصیبت و عذاب کیوں مانگتے ہو، عذاب نازل ہونے سے پہلے کُفر سے توبہ کر کے ایمان لا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے شاید تم پر رحم ہو اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے مگر قوم نے تکذیب کی اس کے باعث بارش رُک گئی قحط ہو گیا، لوگ بھوکے مرنے لگے۔ اس کو انہوں نے حضرت سیدنا صالح عَلَی نَبِیْنَاوَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تشریف آوری کی طرف نسبت کیا اور آپ کی آمد کو بدشگونی سمجھا اور بولے: ہم نے

بُراشگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے۔ حضرت سیدنا صالح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو یعنی آزمائش میں ڈالے گئے یا اپنے دین کے باعث عذاب میں مبتلا ہو۔

(ماخوذ از سورۃ النمل، پ ۱۹، آیت: ۴۵ تا ۴۷ مع تفسیر خزائن العرفان، ص ۷۰۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(۳) مبلغین کو منحوس کہنے والے بد بخت لوگ

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو حواریوں صادق و صدوق کو انطاکیہ بھیجا تا کہ وہاں کے لوگوں کو جو بُت پرست تھے دین حق کی دعوت دیں۔ جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے۔ اس شخص کا نام حبیب نجار تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دین حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بُت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو۔ حبیب نجار نے نشانی دریافت کی انہوں نے کہا کہ نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو اچھا کرتے ہیں، اندھوں کو بینا کرتے ہیں، برص والے کا مرض دُور کر دیتے ہیں۔ حبیب نجار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا، انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا، حبیب ایمان لائے اور اس واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ کثیر لوگوں نے ان کے ہاتھوں اپنے امراض سے شفا پائی۔ یہ خبر پہنچنے پر بادشاہ نے انہیں بلا کر کہا: کیا ہمارے معبودوں

کے سوا اور کوئی معبود ہے؟ ان دونوں نے کہا: ”ہاں! وہی جس نے تجھے اور تیرے معبودوں کو پیدا کیا“، پھر لوگ ان کے درپے ہوئے اور انہیں مارا اور یہ دونوں قید کر لئے گئے پھر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مصاحبین و مقررین سے رسم و راہ پیدا کر کے بادشاہ تک پہنچے اور اس پر اپنا اثر پیدا کر لیا۔ جب دیکھا کہ بادشاہ ان سے خوب مانوس ہو گیا ہے تو ایک روز بادشاہ سے ذکر کیا کہ دو جو آدمی قید کئے گئے ہیں کیا ان کی بات سنی گئی تھی؟ وہ کیا کہتے تھے؟ بادشاہ نے کہا کہ نہیں جب انہوں نے نئے دین کا نام لیا فوراً ہی مجھے غصہ آ گیا۔ حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو انہیں بلایا جائے، دیکھیں ان کے پاس کیا ہے؟ چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے، حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان سے دریافت کیا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا: اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر جاندار کو روزی دی اور جس کا کوئی شریک نہیں، حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: اس کی مختصر صفت بیان کرو۔ انہوں نے کہا: وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: تمہاری نشانی کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ”جو بادشاہ چاہے۔“ تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلایا، انہوں نے دُعا کی وہ فوراً بینا (یعنی دیکھنے والا) ہو گیا۔ حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بادشاہ سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ تُو اپنے معبودوں سے کہہ کہ وہ بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں

تاکہ تیری اور ان کی عزت ظاہر ہو۔ بادشاہ نے حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ تم سے کچھ چھپانے کی بات نہیں ہے، ہمارا معبود نہ دیکھے، نہ سنے، نہ کچھ بگاڑ سکے، نہ بنا سکے پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا کہ اگر تمہارے معبود کو مُردے کے زندہ کر دینے کی قدرت ہو تو ہم اس پر ایمان لے آئیں۔ انہوں نے کہا: ہمارا معبود ہر شے پر قادر ہے، بادشاہ نے ایک کسان کے لڑکے کو منگایا جس کو مرے ہوئے سات دن ہو گئے تھے اور جسم خراب ہو چکا تھا، بد بو پھیل رہی تھی، ان کی دُعا سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں مُشرک مرا تھا مجھ کو جہنم کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا، میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم ہو بہت نقصان دہ ہے، ایمان لاؤ اور کہنے لگا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جو ان تینوں شخصوں کی سفارش کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: کون تین؟ اس نے کہا: ایک شمعون اور دویہ (قیدی)۔ (یہ سن کر) بادشاہ تو تعجب ہوا۔ جب حضرت شمعون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دیکھا کہ ان کی بات بادشاہ میں اثر کر گئی تو انہوں نے بادشاہ کو نصیحت کی وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نہیں لائے بلکہ کہنے لگے: ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں جب سے تم آئے ہو بارش ہی نہیں ہوئی، بیشک تم اگر اپنے دین کی تبلیغ سے باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور بیشک ہمارے ہاتھوں تم پر دکھ کی مار پڑے گی۔ انہوں نے فرمایا: تمہاری نحوست (یعنی تمہارا لُف) تو تمہارے ساتھ ہے، کیا اس پر بد کہتے ہو کہ تم سمجھائے گئے

اور تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی! بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو ضلال و طُغیان میں اور یہی بڑی نحوست ہے۔ (سورۃ یسین آیت ۱۳ تا ۱۹ مع تفسیر خزائن العرفان، ص ۸۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۴) یہود و منافقین نے آمدِ مصطفیٰ سے بدشگونی لی

سورۃ النساء آیت 78 میں ہے:

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُولُوْا هٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ یَّقُولُوْا هٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلُّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ۝۷۸

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں

(پ: ۵، النساء: ۷۸) ہوتے!

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ پاک (زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً) میں رونق افروز ہوئے اور یہود مدینہ کو دعوتِ اسلام دی تو اکثر یہود نے سرکشی کرتے ہوئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور ان میں سے بعض لوگ تقيہ کر کے (یعنی اپنے کفر کو چھپاتے ہوئے) کلمہ پڑھ کر مسلمانوں میں گھس آئے اور طرح طرح سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے لگے جس

کی سزائیں کبھی وہاں وقت پر بارش نہ ہوتی کبھی پھل کم ہوتے جیسے کہ گزشتہ امتوں کا حال ہوتا رہا ہے تو مُرد و دُوبہودی اور منافقین بولے کہ نَعُوذُ بِاللّٰہِ اِن صَاحِب (مُحَمَّد رَسُوْل اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قَدَم آنے سے ہمارے ہاں کی خیر و بَرَکَت کم ہوگئی، یہ سب مصیبتیں ان کی آمد سے ہوئیں، ان کی تَرَدید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:) اب بھی بعض کفار مسلمانوں کو منحوس کہتے ہیں بلکہ بعض جاہل مسلمان نمازی پر ہیزگار مفتی مسلمان کو منحوس اور ان کے نیک اعمال کو نُحُوسَت کہتے سنے گئے، یہ سب انہی شیاطین کا تَرکّہ (یعنی چھوڑی ہوئی چیز) ہے۔ (تفسیر نعیمی، ۵/ ۲۴۰)

حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد سے یثرب مدینہ بننا

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: اس زمانہ پاک میں صِدِّیقین تو کہتے تھے: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی تشریف آوری سے ہمارا یثرب مدینہ شریف بن گیا، یہاں کی خاک شفا، یہاں کی آب و ہوا علاج ہو گئے مگر منافقین و یہود یعنی زندقین کہتے تھے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے قدم سے مدینہ کی برکتیں اُڑ گئی،..... اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

کوئی جان بس کے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی!
نہیں اس کے جلوے میں یک رہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

ہم نے عرض کیا ہے:۔

طیبہ کی زینت ان ہی کے دَم سے کعبہ کی رونق ان کے قدم سے!!
 کعبہ ہی کیا ہے سارے جہاں میں دُھوم ہے ان کی کون و مکاں میں!
 یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے دَم قدم سے مدینہ کے باشندے آپس
 میں شیر و شکر ہو گئے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے دَم سے مدینہ تمام دنیا کا
 ملجا و ماویٰ بن گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی وجہ سے مدینہ کی صدا ہا
 تاریخیں لکھی گئیں اور یہ تاریخی مقام ہو گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی وجہ
 سے مدینہ کی تعریف میں ہزار ہا قصیدے لکھے گئے، کسی شہر کو یہ عزت نہ ملی، حضور (صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی وجہ سے مدینہ کی طرف تمام مخلوق کھینچے لگی، حضور (صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے قدم سے مدینہ کو مدینہ منورہ کہا جانے لگا یہ سب بہاریں ان
 کے دَم قدم کی ہیں۔ (تفسیر نعیمی، ۲/۵۳۷)

کر کے ہجرت یہاں آگئے مصطفےٰ
 روٹی آج گھر گھر مدینے میں ہے
 جانتے ہو مدینہ ہے کیوں دل پسند
 دونوں عالم کا دلبر مدینے میں ہے
 نور کی دیکھو برسات ہے چار سو
 کیا سماں کیف آور مدینے میں ہے
 ہے مدینے کا رُتبہ بڑا خلد سے
 کیوں کہ محبوبِ داؤر مدینے میں ہے

سبز گنبد کا عطار منظر تو دیکھ

کس قدر کیف آور مدینے میں ہے!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدینہ

۱۔ مکمل کلام پڑھنے کے لئے ”وسائل بخشش“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا صفحہ نمبر 150 ملاحظہ کیجئے۔

برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہئے

سورۃ النساء آیت 78 میں ارشاد ہوتا ہے:

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَبِمَنْ شَاءَ اللَّهُ
وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَبِمَنْ
نَفْسِكَ ۖ (پ ۵، النساء: ۷۹)

ترجمہ کنز الایمان: اے سننے والے تجھے جو
بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو
برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ
اللہ الہادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: کہ تو نے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا کہ تو اس کا
مستحق ہوا۔ مسئلہ: یہاں برائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے اور اوپر جو مذکور
ہوا وہ حقیقت تھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیل
ادب ہے، خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعل حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اسی کی طرف
سے جانے اور جب اسباب پر نظر کرے تو برائیوں کو اپنی شامت نفس کے سبب سے
سمجھے۔ (خزان العرفان، ص ۱۷۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّد

مشرکین بدشگونی لیا کرتے تھے

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے
ہیں: زمانہ جاہلیت میں مشرکین پرندوں پر اعتماد کرتے تھے، جب ان میں سے کوئی
شخص کسی کام کے لیے نکلتا تو وہ پرندے کی طرف دیکھتا اگر وہ پرندہ دائیں طرف اڑتا

تو وہ اس سے نیک شگون لیتا اور اپنے کام پر روانہ ہو جاتا اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اڑتا تو وہ اس سے بدشگون لیتا اور لوٹ آتا، بعض اوقات وہ کسی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے خود پرندے کو اڑاتے تھے، پھر جس جانب وہ اڑتا تھا اس پر اعتماد کر کے اس کے مطابق مہم پر روانہ ہوتے یا رک جاتے۔ جب شریعت آگئی تو ان کو اس طریقہ سے روک دیا۔ (فتح الباری، کتاب الطب، باب الطیۃ، ۱۱/۱۸۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یہ تمہارے ذہن کا وہم ہے

حضرت سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! ہم زمانہ جاہلیت میں کچھ کام کرتے تھے (آپ ہمیں ان کا حکم بتائیے؟) ہم کانہوں کے پاس جایا کرتے تھے، سرکار عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کانہوں کے پاس مت جاؤ، میں نے پوچھا: ہم (پرندوں وغیرہ سے) شگون بھی لیتے تھے؟ ارشاد فرمایا: یہ ایک چیز (یعنی خیال) ہے جسے تم میں سے کوئی اپنے دل میں پاتا ہے لیکن یہ تمہیں (تمہاری حاجت وغیرہ سے) نہ روک دے۔

(مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ و اتیان الکھان ص ۱۲۲۳، حدیث: ۵۳۷)

ومرقاة المفاتیح، کتاب الطب و الرقی، الفصل الاول، ۸/۳۵۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پرندے بھی تقدیر کے مطابق ہی اڑتے ہیں

حضرت سیدنا ابوبکرؓ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خود سنی ہو؟ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پرندے تقدیر کے مطابق اڑتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اچھی فال کو پسند فرماتے تھے۔

(مسند امام احمد، ۹/۴۵۰، حدیث: ۲۵۰۳۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بدفالی کی کچھ حقیقت نہیں ہے

بخاری شریف میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عدویٰ نہیں (یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں) ہے اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہامۃ ہے، نہ صفر اور جُذوم سے بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ (بخاری، کتاب الطب، باب الجذام، ۴/۲۴، حدیث:

۵۷۰۷، و عمدة القاری، کتاب الطب، باب الجذام، ۶۹۲/۱۴، الحدیث: ۵۷۰۷)

ادینہ

۱: اس لیے ان کے دائیں بائیں اڑنے میں کوئی تاثیر نہیں ہے۔

((التیسیر بشرح جامع الصغیر ۲/۱۲۳))

شارحِ بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس حدیث کی جو شرح فرمائی ہے اس سے حاصل ہونے والے چند مَدَنی پھول پیش کرتا ہوں:

❁ اہلِ جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ بعض بیماریاں ایسی ہیں جو دوسرے کو لگ جاتی ہیں، جیسے جذام، خارش، طاعون وغیرہ، اس کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی فرمائی۔ ایک اعرابی حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی کہ ہمارے اونٹ صاف سُتھرے اچھے ہوتے ہیں، اس میں ایک خارش زدہ اونٹ آتا ہے اور سب کو خارش زدہ بنا دیتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کس نے پہلے کو خارش زدہ بنایا؟ انہوں نے عرض کی: اللہ نے۔ فرمایا: اسی طرح سب کو اللہ نے خارش زدہ بنایا۔

❁ عرب کی عادت تھی کہ جب سفر کے لیے نکلتے تو اگر کوئی پرندہ داہنے طرف سے اڑتا تو اس کو مبارک جانتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اس کو بُرا شگون جانتے، اس قسم کے اور بھی تو ہمت پھیلے ہوئے تھے اور آج ہمارے بھی معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تمام تَوَهُّمات کو دَفْع (یعنی دور) فرمایا۔ ❁ ”ہَامَّة“ ایک چڑیا کا نام ہے، ایک قول ہے کہ یہ اُو ہے، اہلِ جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ یہ چڑیا جب کسی گھر پر بیٹھتی ہے تو اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے۔ آج بھی جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ اُو جس گھر میں بولے یا جس گھر کی چھت پر بولے اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ اہلِ جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ مُردہ کی ہڈیاں ”ہامہ“ ہو کر اُڑتی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کا اعتقاد یہ

تھا کہ جس مقتول کا قصاص (یعنی بدلہ) نہ لیا جائے وہ ”ہامہ“ ہو جاتا ہے، اور وہ کہتا رہتا ہے مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ، جب اس کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو وہ اڑ جاتا ہے۔ ان سب توہمات کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رد فرمایا کہ یہ سب کچھ نہیں ہے۔ (نزہۃ القاری، ۵/۵۰۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کیا گھر بدلنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے؟

منقول ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم ایک مکان میں رہتے تھے، اس میں ہمارے اہل و عیال کثیر اور مال کثرت سے تھا پھر ہم نے مکان بدلا چنانچہ ہمارے مال اور اہل و عیال کم ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: چھوڑو! ایسا کہنا بُری بات ہے۔ (ادب الدین والدنیا للماوردی، ص ۲۷۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بدشگونی لینا میرا وہم تھا

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اتنا تنگ دست ہو گیا کہ بھوک مٹانے کے لئے مٹی کھانی پڑی مگر پھر بھی بھوک ستاتی رہی۔ میں نے سوچا کاش! کوئی ایسا شخص مل جائے جو مجھے کھانا کھلا دے، چنانچہ میں ایسے شخص کی تلاش میں ایران کے شہر آہواز کی طرف روانہ ہوا حالانکہ وہاں میرا کوئی

واقف نہ تھا۔ جب میں دریا کے کنارے پہنچا تو وہاں کوئی کشتی موجود نہیں تھی، میں نے اسے بد فالی پر محمول کیا۔ پھر مجھے ایک کشتی نظر آئی مگر اس میں سوراخ تھا، یہ دوسری بد فالی ہوئی۔ میں نے کشتی کے ملاح کا نام پوچھا تو اس نے ”دیوزادہ“ بتایا (جسے عربی میں شیطان کہا جاتا ہے) یہ تیسری بد فالی تھی۔ بہر حال میں اس کشتی پر سوار ہو گیا، جب دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا تو میں نے آواز لگائی: اے بوجھ اٹھانے والے مزدور! میرا سامان لے چلو، اس وقت میرے پاس ایک پُرانا لحاف اور کچھ ضروری سامان تھا۔ جس مزدور نے مجھے جواب دیا وہ ایک آنکھ والا (یعنی کانٹا) تھا، میں نے کہا: یہ چوتھی بد فالی ہے۔ میرے جی میں آئی کہ یہاں سے واپس لوٹ جانے میں ہی عافیت ہے لیکن پھر اپنی حاجت کو یاد کر کے واپسی کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب میں سرائے (مسافر خانے) پہنچا اور ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون؟ تو جواب ملا کہ میں آپ سے ہی ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے دل میں کہا: ”یا تو یہ دشمن ہے یا پھر بادشاہ کا قاصد!“ میں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد دروازہ کھول دیا۔ اس شخص نے کہا: مجھے فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اگرچہ میرے آپ سے اختلافات ہیں لیکن اخلاقی حقوق کی ادائیگی ضروری ہے، میں نے آپ کے حالات سُنے ہیں اسلئے مجھ پر لازم ہے کہ آپ کی ضروریات کی کفالت کروں۔ اگر آپ ایک یا دو ماہ تک ہمارے یہاں قیام کریں تو

آپ کی زندگی بھر کی کفالت کی ترکیب ہو جائے گی اور اگر آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو یہ 30 دینار ہیں انہیں اپنی ضروریات پر خرچ کر لیجئے اور تشریف لے جائیے ہم آپ کی مجبوری سمجھتے ہیں۔ اس شخص کا بیان ہے کہ اس سے پہلے میں کبھی 30 دینار کا مالک نہیں ہوا تھا نیز مجھ پر یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں۔

(روح البیان، ۱/ ۳۰۴ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تیروں سے فال نہ نکالو

پارہ 5 سورہ مائدہ کی آیت 90 میں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْيَيْسُ وَالْإِنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ
رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ (پ ۷، المائدہ: ۹۰)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! شراب اور
جوا اور بت اور تیروں سے فال نکالنا یہ سب
ناپاکی ہیں، شیطان کے کاموں سے ہیں، ان
سے بچو تا کہ فلاح پاؤ۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پانے ڈالنا (یعنی تیر پھینک کر فال نکالنا) گناہ کا کام ہے

پارہ 6، سورہ مائدہ کی آیت 3 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ط
ذَلِكُمْ فِسْقٌ ط (پ ۶، المائدہ: ۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور پانے ڈال کر بانٹا کرنا
یہ گناہ کا کام ہے۔

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ

اللہ الہادی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کام درپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکم الہی جانتے، ان سب کی ممانعت فرمائی گئی۔ (خزان العرفان، ص ۲۰۷) بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: تین تیروں میں سے ایک پر لکھا ہوتا: ”أَمَرَ نَسِي رَبِّي“ (یعنی مجھے میرے رب نے حکم دیا) ”دوسرے پر: ”نَهَانَنِي رَبِّي“ (یعنی مجھے میرے رب نے روکا) ”اور تیسرے تیر پر کچھ نہ لکھا ہوتا، اگر پہلا تیر نکلتا تو وہ کام کر لیا کرتے، اگر دوسرا نکلتا تو اس کام سے رُک جاتے اور اگر تیسرا نکلتا تو دوبارہ پانسے ڈالتے۔ ان تیروں اور اس طرح کی دوسری چیزوں کا استعمال جائز نہیں۔

(بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ، باب الخامس والعشرون، ۳۸۵/۲)

قرآنی فال نکالنا ناجائز ہے

بعض لوگ قرآن مجید کا کوئی بھی صفحہ کھول کر سب سے پہلی آیت کے ترجمے سے اپنے کام کے بارے میں خود ساختہ مفہوم اخذ کر کے فال نکالتے ہیں، اس طرح فال نکالنا ناجائز ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے: قرآنی فال، فالِ دانیال اور اس طرح کی دیگر فال جو فی زمانہ نکالیں جاتی ہیں نیک فالی میں نہیں آتیں بلکہ ان کا بھی وہی حکم ہے جو پانسوں کے تیروں کا ہے لہذا یہ ناجائز ہیں۔ (حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ

۲۶/۲ ملخصاً) جبکہ بریقہ محمودیہ میں ہے: قرآن پاک سے بدشگونی لینا مکروہ تحریمی

ہے۔ (بریفہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ، باب الخامس والعشرون، ۲/ ۳۸۶)

ایک عبرت انگیز حکایت

ایک دن وَلِيدُ دُنْ یَزِيدُ دُنْ عبد الملک نے قرآن پاک سے فال نکالی تو جیسے ہی قرآن پاک کھولا تو یہ آیت مبارکہ نکلی:

وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿۱۵﴾ (پ ۱۳، ابراہیم ۱۵) ہر سرکش وہٹ دھرم نامراد ہوا۔

تو وَلِيدُ دُنْ یَزِيدُ دُنْ نے قرآن پاک کو (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) شہید کر دیا اور یہ شعر پڑھا:

اَتَوَعَّدُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ فَهَآ اَنَا ذَاكَ جَبَّارٌ عَنِيدٌ
اِذَا مَا جِئْتَ رَبَّكَ يَوْمَ حُشْرِ فَقُلْ يَا رَبِّ خَرَّقَنِي الْوَكِيدُ

ترجمہ: کیا تو ہر سرکش وہٹ دھرم کو دھمکی دیتا ہے (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ)، ہاں! میں ہوں وہ سرکش وہٹ دھرم، جب تو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس حاضر ہو تو کہہ دینا مجھے ولید نے شہید کیا تھا۔

اس سانحے کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد کسی نے ولید کو بے دردی سے قتل کر دیا، اس کے سر کو پہلے اس کے محل پھر شہر کی دیواروں پر لٹکا دیا گیا۔

(ادب الدنيا والدين، ص ۲۷۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

انہوں نے کبھی فال کا تیر نہیں پھینکا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے مٹا دیا گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدنا ابراہیم اور حضرت سیدنا اسماعیل علیہما السلام کی تصویروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں فال کے تیر تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزَّوَجَلَّ ان لوگوں (یعنی تصویر بنانے والوں) کو ہلاک کرے، بخدا! ان دونوں بزرگوں نے کبھی ان تیروں کے ذریعے قسمت معلوم نہیں کی۔

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۲/ ۴۲۱، حدیث: ۳۳۵۲)

فال کے تیر کیسے ہوتے تھے؟

شارحِ بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مشرکین نے فال کے سات تیر بنائے تھے ایک پر لکھا تھا ”نَعَمْ“ (ہاں)، دوسرے پر ”لَا“ (نہیں)، تیسرے پر ”مِنْهُمْ“ (ان میں سے)، چوتھے پر ”مِنْ غَيْرِهِمْ“ (ان کے علاوہ میں سے)، پانچویں پر ”مُلْصِق“ (وابستہ ہونے والا)، چھٹے پر ”الْعَقْلُ (دیت)، ساتویں پر ”فَضْلُ الْعَقْلُ (بقید دیت)۔ یہ تیر کعبے کے خادم کے

دینہ

۱۔ دیت اس مال کو کہتے ہیں جو نفس (جان) کے بدلے میں لازم ہوتا ہے (بہار شریعت ۳/ ۸۳۰)

پاس رہتے تھے۔ مشرکین جب کہیں جانے یا بیاہ کرنے کا ارادہ کرتے یا انہیں اور بھی کوئی ضرورت ہوتی تو یہ خادم پانسہ پھینکتا اگر ”نَعَمْ (ہاں)“ نکلتا تو وہ کام کرتے اگر ”لَا (نہیں)“ نکلتا تو نہیں کرتے اور اگر کسی کے نسب میں شک ہوتا تو ان تین تیر کا پانسہ پھینکتے جن پر ”مِنْهُمْ“، ”مِنْ غَيْرِهِمْ“، ”مُلْصِق“ ہوتا اگر ”مِنْهُمْ“ (ان میں سے) نکلتا تو کہتے اس کا نسب دُرست ہے اور اگر ”مِنْ غَيْرِهِمْ“ (ان کے علاوہ میں سے) نکلتا تو کہتے یہ اس قوم کا نہیں اس کا حلیف ہے اور اگر ”مُلْصِق“ (وابستہ ہونے والا) نکلتا تو کہتے کہ اس کا اس قوم سے نہ نسب ہے نہ اس کا حلیف ہے اور اگر کوئی جرم کرتا اور اس میں اختلاف ہوتا کہ اس کی دیت (مالی تاوان) کس پر ہے تو بقیہ دونوں تیر سے کام لیتے، ایک فریق کو متعین کر کے پانسہ ڈالتے اگر اس کے نام پر ”عُفْل (دیت)“ والا تیر آجاتا تو اس پر دیت لازم کر دیتے اور دوسرے فریق کو بری (یعنی آزاد) اور اگر ان سے دیت کی پوری رقم وصول نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا کہ کون ادا کرے؟ تو پھر ”فَضْلُ الْعُقْل (بقیہ دیت)“ والا تیر پھینکتے جس کے نام پر گرتا وہ ادا کرتا۔ اس کی تفصیل میں اور بھی اقوال ہیں میں نے تعارف کے لئے یہ ایک ذکر کر دیا ہے۔ یہ تو ہم پرستی تھی جہالت تھی بلکہ نسب اور دیت کے معاملے میں ظلم، اس لئے اسلام نے اسے سختی سے منع فرما دیا ہے، ارشاد ہے: **وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ** ^ط (پ ۶، المائدہ: ۳) تم پر حرام کیا گیا ہے پانسوں سے قسمت کا حال معلوم کرنا۔

(نزهة القاری، ۳/۱۰۵)

فال کھولنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجرّد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن سے ایسے شخص کے بارے میں **سوال** کیا گیا کہ جو شخص فال کھولتا ہو، لوگوں کو کہتا ہو: تمہارا کام ہو جائے گا یا نہ ہوگا، یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا بُرا ہوگا، اس میں نفع ہوگا یا نقصان؟ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **جواب** دیا: (۱) اگر یہ احکام قطع و یقین کے ساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس کی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا: فَقَدْ كَفَرَ بِمَا نَزَلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہے اور (۲) اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت (یعنی گناہ) سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۳/۱۰۰ ملخصاً)

فال کی اجرت لینے کا حکم

مفسرِ شہیر حکیمُ اُلمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان تفسیر نعیمی میں لکھتے ہیں: فال کھولنا یا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔

(نور العرفان، پ ۷، المائدہ ۹۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دینہ

۱: ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی کراہیۃ اتیان الحائض، ۱/۱۸۵، حدیث: ۱۳۵

استخارہ سکھائے تمہے

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو فال کی جگہ استخارہ کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔

(بخاری، کتاب التہجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی، ۱/۳۹۳، حدیث: ۱۱۶۲)

مفسرِ شہیر حکیمُ الْأُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: استخارہ کے معنی ہیں خیر مانگنا یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنا، چونکہ اس دُعا و نماز میں بندہ اللہ عزّ و جلّ سے گویا مشورہ کرتا ہے کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں اسی لئے اسے استخارہ کہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۳۰۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

استخارہ کرنے والا نقصان میں نہیں رہے گا

حضور پاک، صاحبِ کواکب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، وَلَا نِدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ، وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو استخارہ کرے وہ نقصان میں نہ رہے گا، جو مشاورت سے کام کرے وہ پشیمان نہ ہوگا اور جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہ ہوگا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب الاستخارة، ۲ / ۵۶۶، حدیث: ۳۶۷۰)

استخارہ چھوڑنے کا نقصان

سرکارِ مدینۂ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرَكُهُ اسْتِخَارَةَ اللہ یعنی بندے کی بدبختی میں سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا چھوڑ دے۔

(ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء فی الرضا بالقضاء، ۴/ ۶۰، حدیث: ۲۱۵۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

استخارہ کن کاموں کے بارے میں ہوگا؟

صرف ان کاموں کے بارے میں استخارہ ہو سکتا ہے جو ہر مسلمان کی رائے پر چھوڑے گئے ہیں مثلاً تجارت یا ملازمت میں سے کس کا انتخاب کیا جائے؟ سفر کے لئے کون سا دن یا کون سا ذریعہ مناسب رہے گا؟ مکان و مکان کی خریداری مفید ہوگی یا نہیں؟ کون سے علاقے میں رہائش مناسب ہوگی؟ شادی کہاں کی جائے؟ وغیرہ وغیرہ۔ جن کاموں کے بارے میں شریعت نے واضح احکام بیان کر دیئے ہیں ان میں استخارہ نہیں ہوتا جیسے پنج وقتہ فرض نمازیں، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی رمضان المبارک کے روزے وغیرہ کے بارے میں استخارہ نہیں کیا جائے گا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ زکوٰۃ ادا کروں یا نہ کروں؟ اسی طرح جھوٹ بولنا یا کسی کی حق تلفی کرنا وغیرہ جن کاموں سے شریعت نے منع کیا ہے وہ کروں یا نہ کروں؟ بلکہ ان تمام کاموں میں شریعت کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے نیز استخارہ کے لئے یہ بھی

شرط ہے کہ وہ کام جائز ہونا جائز کاروبار وغیرہ کے لئے استخارہ نہیں کیا جائے گا۔ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی استخارہ سے متعلق حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: بشرطیکہ وہ کام نہ حرام ہو، نہ فرض و واجب اور نہ روزمرہ کا عادی کام، لہذا نماز پڑھنے، حج کرنے یا کھانا کھانے، پانی پینے پر استخارہ نہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۳۰۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اس کام کا مکمل ارادہ نہ کیا ہو

استخارہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ استخارہ ایسے کام کے متعلق کیا جائے جس کے کرنے کے بارے میں طبیعت کا کسی طرف میلان نہ ہو کیونکہ اگر کسی ایک طرف رغبت پیدا ہو چکی ہوگی تو پھر استخارہ کی مدد سے صحیح صورتحال کا واضح ہونا بہت مشکل ہو جائیگا۔ (فتح الباری، ۱۲/۱۵۵ ملخصاً) صدر الشریعہ، بدد الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہار شریعت جلد 1 صفحہ 683 پر لکھتے ہیں: استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری تم نہ چکی ہو۔ (بہار شریعت ۱/۶۸۳) مفسر شہید حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان لکھتے ہیں: یہ بھی ضروری ہے کہ اس کام کا پورہ ارادہ نہ کیا ہو صرف خیال ہو، جیسے کوئی کاروبار، شادی بیاہ، مکان کی تعمیر وغیرہ کا معمولی ارادہ ہو اور تردد ہو کہ نہ معلوم اس میں بھلائی ہوگی یا نہیں تو استخارہ کرے۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۳۰۱)

استخارہ کا مطلب طلبِ خیر (یعنی بھلائی کو طلب کرنا) ہے چنانچہ استخارہ کر لینے کے بعد اس پر عمل کرنا بہتر ہے، ہاں! کسی سبب سے عمل نہ کیا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

استخارہ کے مختلف طریقے

استخارہ چونکہ ربِّ عَزَّوَجَلَّ سے خیر مانگنے یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنے کو کہتے ہیں، اس لئے مختلف دعاؤں کے ذریعے رب تعالیٰ سے استخارہ کیا جاتا ہے، جس میں سے ایک دُعا نماز کے بعد مانگی جاتی ہے اسی وجہ سے اس نماز کو نمازِ استخارہ کہا جاتا ہے۔

نمازِ استخارہ کا طریقہ

جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِکَ
وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ
تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ
اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اَجَلِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ
لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ
لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ
وَ اَجَلِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ
حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِیْ بِہِ۔

(اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا (کرتی) ہوں اور

تیری قدرت کے ذریعہ سے طلبِ قدرت کرتا (کرتی) ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا

(مانگتی) ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا (رکھتی) تو سب کچھ جانتا ہے اور میں

نہیں جانتا (جانتی) اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اگر تیرے علم

میں یہ امر (جس کا میں قصد و ارادہ رکھتا (رکھتی) ہوں) میرے دین و ایمان اور میری زندگی اور

میرے انجام کار میں دنیا و آخرت میں میرے لیے بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور

میرے لیے آسان کر دے پھر اس میں میرے واسطے برکت کر دے۔ اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ)

اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے بُرا ہے میرے دین و ایمان میری زندگی اور میرے انجام کار

دنیا و آخرت میں تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے لیے

مقدر کر پھر اس سے مجھے راضی کر دے۔) (بخاری، کتاب التہجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی

مثنیٰ ۱۰، ۳۹۳، حدیث: ۱۱۶۲، رَدُّ الْمُحْتَار، کتاب الصلاة، مطلب فی رکعتی الاستخارة، ۲/۵۶۹)

علامہ ابن عابدین شامی قُدس سرُّہ السامی فرماتے ہیں حدیث میں وارد اس

دعا میں ”هَذَا الْأَمْرُ“ کی جگہ چاہے تو حاجت کا نام لے یا اُس کے بعد۔ (رد المحتار

۵۷۰/۲) یعنی اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کرے یعنی هَذَا الْأَمْرُ

کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً هَذَا السَّفَرُ یا هَذَا الْبَيْتُ یا هَذِهِ التَّجَارَةُ یا هَذَا

الْبَيْعُ کہے، اور اگر عربی نہیں جانتا تو ”هَذَا الْأَمْرُ“ ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے

بارے میں سوچے اور دھیان دے جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے۔

نمازِ استخارہ میں کون سی سورتیں پڑھیں؟

مُستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور دُور و شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰہ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۱۹﴾

(پ ۲۰، القصص: ۶۸، ۶۹)

اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ صِلًا مُمِيزًا ﴿۲۱﴾ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۶) پڑھے۔ (رَدُّ الْمُحْتَار، ۲/۵۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اشارہ کیسے ملے گا؟

بعض مشائخ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے منقول ہے کہ دُعا کے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُوسور ہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخنی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔ (رَدُّ الْمُحْتَار، ۲/۵۷۰) مُفَسِّرِ شَہِیْر حَکِیْمُ الْأُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان نے بھی اس مسئلہ کی تفصیل ارشاد فرمائی ہے: بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر سوتے وقت دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا پڑھے پھر با وضو قبلہ رُو ہو جائے تو اگر خواب میں سبزی یا سفید جاری پانی یا روشنی

دیکھے تو کامیابی کی علامت ہے اور اگر سیاہی یا گدلا پانی یا اندھیرا دیکھے تو ناکامی اور نامرادی کی علامت ہے سات روزیہ عمل کرے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس دوران خواب میں اشارہ ہو جائے گا۔ (مرآۃ المناجیح، ۲ / ۳۰۲)

سات مرتبہ استخارہ کرنا بہتر ہے

بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: ”اے اُنس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کرتیرے دل میں کیا گزرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔“ (رَدُّ الْمُحْتَار، کتاب الصلاة، مطلب فی رکعتی الاستخارة، ۲ / ۵۷۰ وعمل اليوم واللیل لابن سنی باب کم مرة يستخیر الله عزوجل، ص ۵۵۰)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اگر اشارہ نہ ہو تو؟

استخارہ کرنے کے بعد اگر خواب میں کوئی اشارہ نہ ہو تو اپنے دل کی طرف دھیان کرنا چاہیے، اگر دل میں کوئی پختہ ارادہ جم جائے یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں از خود رجحان بدل جائے اسی کو استخارہ کا نتیجہ سمجھنا چاہیے اور طبیعت کے غالب رجحان پر عمل کرنا چاہیے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صرف دُعا کے ذریعے بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے

علامہ ابن عابدین شامی قُدَس سرُّہ السَّامی فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں: وَكُو تَعَذَّرَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ اِسْتِخَارَ بالدُّعَاءِ یعنی اور اگر کسی پر نماز استخارہ پڑھنا دشوار ہو جائے تو وہ دُعا کے ذریعے استخارہ کر لے۔

(رَدُّ الْمُحْتَار، کتاب الصلاة، مطلب فی رکعتی الاستخارة، ۲/ ۵۷۰)

استخارہ کسی مختصرہ تائیس

مشہور محدث حضرت علامہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَارِی ”مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيح“ میں لکھتے ہیں: جسے کام میں جلدی ہو تو وہ صرف یہ کہہ لے: اَللّٰهُمَّ خِزِّيْ وَاخْتِزِّيْ وَاَجْعَلِيْ الْخِيَرَةَ (اے اللہ عزَّ وَّجَل! میرا کام بہتر کر دے اور میرے لیے (دو کاموں میں سے بہتر کو) اختیار فرما کر) (اس میں) میرے لیے بہتری رکھ دے (یا یہ کہے: اَللّٰهُمَّ خِزِّيْ وَاخْتِزِّيْ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلَى اِخْتِيَارِيْ) (اے اللہ عزَّ وَّجَل! میرا کام بہتر کر دے اور میرے لیے (دو کاموں میں سے بہتر کو) اختیار فرما اور مجھے میری پسند کے حوالے نہ فرما)

(مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيح، کتاب الصلاة، باب التطوع، ۳/ ۴۰۶)

بُزُرْگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْمُبِین سے استخارہ کرنے کے اور بھی کئی طریقے اور وظائف منقول ہیں مثلاً تسبیح کے ذریعے استخارہ کرنا جو قلیل وقت میں مکمل ہو جاتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اگر استخارے کے بعد بھی نقصان اٹھانا پڑے تو؟

بعض اوقات انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرتا ہے کہ جس کام میں میرے لیے بہتری ہو وہ ہو جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے وہ کام عطا کرتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے لیکن ظاہری اعتبار سے وہ کام اس شخص کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کے جی میں آتا ہے کہ میں نے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ چاہا تھا کہ مجھے وہ کام ملے جو میرے لئے بہتر ہو لیکن جو کام ملا وہ تو مجھے اچھا نظر نہیں آ رہا ہے، اس میں میرے لیے تکلیف اور پریشانی ہے، لیکن کچھ عرصے بعد جب انجام سامنے آتا ہے تب اس کو پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے لئے جو فیصلہ کیا تھا وہی اس کے حق میں بہتر تھا۔ حضرت سیدنا مکحول از دی علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے سنا کہ آدمی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرتا ہے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے کوئی کام پسند فرماتا ہے تو وہ آدمی اپنے رب سے ناراض ہو جاتا ہے لیکن جب وہ آدمی اس کے انجام میں نظر کرتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ یہی اس کے لیے بہتر ہے۔ (کتاب الزہد لابن مبارک، مارواہ نعیم بن حماد الخ، باب فی الرضا بالقضاء، ص ۳۲، حدیث: ۱۲۸)

اس کی مثال یوں سمجھیں بخار میں تپنے والا بچہ ماں باپ کے سامنے مچل رہا ہے کہ فلاں چیز کھاؤں گا اور ماں باپ جانتے ہیں کہ اس وقت یہ چیز کھانا بچے کے لیے نقصان دہ اور مہلک ہے، چنانچہ ماں باپ بچے کو وہ چیز نہیں دیتے بلکہ کڑوی

دوائی کھلاتے ہیں، اب بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ نے مجھ پر ظلم کیا، میں جو چیز مانگ رہا تھا وہ مجھے نہیں دی اور اس کے بدلے میں مجھے کڑوی کڑوی دوا کھلا رہے ہیں، اب وہ بچہ اس دوا کو اپنے حق میں خیر نہیں سمجھ رہا ہے لیکن بڑا ہونے کے بعد جب اسے عقل و شعور کی نعمت ملے گی تو اس کو سمجھ آئے گی کہ میں تو اپنے لیے موت مانگ رہا تھا اور میرے ماں باپ میرے لیے زندگی اور صحت کا راستہ تلاش کر رہے تھے۔ ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ تو اپنے بندوں پر ماں باپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے، اس لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک مسلمان کو وہی شے عطا فرماتا ہے جو انجام کے اعتبار سے اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس کا بہتر ہونا دنیا میں پتہ چل جاتا ہے اور بعض کا آخرت میں معلوم ہوگا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دریائے نیل کے نام خط

دریائے نیل ہر سال خشک ہو جایا کرتا تھا، جس سے جہالت کی بنیاد پر لوگ یہ بدشگونی لیتے کہ دریا کو جان کی طلب ہے چنانچہ وہ ایک کنواری لڑکی کو عمدہ لباس اور نفیس زیور سے سجا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے جس کے بعد دریا جاری ہو جایا کرتا تھا۔ جب مصر فتح ہوا تو ایک روز اہل مصر نے حضرت سیدنا عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: اے امیر! ہمارے دریائے نیل کی ایک رسم ہے جب تک اس کو ادا نہ کیا جائے دریا جاری نہیں رہتا۔ انہوں نے استفسار فرمایا: کیا؟ کہا: ہم ایک

کنواری لڑکی کو اس کے والدین سے لے کر عمدہ لباس اور نفیس زیور سے سجا کر دریاے نیل میں ڈالتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اسلام میں ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا اور اسلام پرانی واہیات رسموں کو مٹاتا ہے۔ چنانچہ وہ رسم موقوف رکھی (یعنی روک دی) گئی اور دریا کی روانی کم ہوتی گئی یہاں تک کہ لوگوں نے وہاں سے چلے جانے کا قصد (یعنی ارادہ) کیا، یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تمام واقعہ لکھ بھیجا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا: تم نے ٹھیک کیا، بے شک اسلام ایسی رسموں کو مٹاتا ہے۔ میرے اس خط میں ایک رقعہ ہے اس کو دریاے نیل میں ڈال دینا۔ حضرت سیدنا عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب امیر المؤمنین کا خط پہنچا اور انہوں نے وہ رقعہ اس خط میں سے نکالا تو اس میں لکھا تھا: ”(اے دریاے نیل!) اگر تو خود جاری ہے تو نہ جاری ہو اور اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے تو میں واحد و قہار عزوجل سے عرض کرتا ہوں کہ تجھے جاری فرمادے۔“ حضرت سیدنا عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رقعہ دریاے نیل میں ڈالا ایک رات میں 16 گز پانی بڑھ گیا اور یہ رسم مصر سے بالکل موقوف (یعنی ختم) ہو گئی۔ (العظمة لابی الشیخ الاصبہانی، باب صفة النيل ومنتہا، ص ۳۱۸ حدیث ۹۴۰ ملخصاً و موضحاً)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

افسوس ناک صورت حال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح اہل مصر میں دریائے نیل کو جاری رکھنے کے لئے غلط اعتقاد پر مبنی رسم بد جاری تھی اسی طرح دورِ حاضر میں بھی بہت سے غلط سُلطِ اعتقادات، توہمات اور ناجائز رسومات زور پکڑتی جا رہی ہیں جن کا تعلق بدشگونی سے بھی ہوتا ہے، ان میں سے چند چیزوں کی نشاندہی کی کوشش کرتا ہوں:

﴿(۱) ماہِ صفر کو منحوس جاننا﴾

نُحُوست کے وہی تصورات کے شکار لوگ ماہِ صفر کو مصیبتوں اور آفتوں کے اُترنے کا مہینہ سمجھتے ہیں خصوصاً اس کی ابتدائی تیرہ تاریخیں جنہیں ”تیرہ تیزی“ کہا جاتا ہے بہت منحوس تصور کی جاتی ہیں۔ وہی لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ صفر کے مہینے میں نیا کاروبار شروع نہیں کرنا چاہئے نقصان کا خطرہ ہے، سفر کرنے سے بچنا چاہئے ایکسیڈنٹ کا اندیشہ ہے، شادیاں نہ کریں، بچیوں کی رخصتی نہ کریں گھر برباد ہونے کا امکان ہے، ایسے لوگ بڑا کاروباری لین دین نہیں کرتے، گھر سے باہر آمد و رفت میں کمی کر دیتے ہیں، اس گمان کے ساتھ کہ آفات نازل ہو رہی ہیں اپنے گھر کے ایک ایک برتن کو اور سامان کو خوب جھاڑتے ہیں، اسی طرح اگر کسی کے گھر میں اس ماہ میں میت ہو جائے تو اسے منحوس سمجھتے ہیں اور اگر اس گھر انے میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی نسبت طے ہوئی ہو تو اس کو توڑ دیتے ہیں۔ تیرہ تیزی کے عنوان سے سفید پننے (کابلی پننے) کی نیاز بھی دی جاتی ہے۔ نیاز فاتحہ کرنا مُسْتَحَب و باعِثِ ثواب ہے اور ہر طرح کے

رزقِ حلال پر ہر ماہ کی ہر تاریخ کو دی جاسکتی ہے لیکن یہ سمجھنا کہ اگر تیرہ تیزی کی فاتحہ نہ دی اور سفید چنے پکا کر تقسیم نہ کئے تو گھر کے کمانے والے افراد کا روزگار متاثر ہوگا، یہ بے بنیاد خیالات ہیں۔

عربوں میں ماہِ صفر کو منحوس سمجھا جاتا تھا

دورِ جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے) میں بھی ماہِ صفر کے بارے میں لوگ اسی قسم کے وہمی خیالات رکھا کرتے تھے کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں، چنانچہ وہ لوگ ماہِ صفر کے آنے کو منحوس خیال کیا کرتے تھے۔

(عمدة القاری، ۷/۱۱۰ مفہوماً)

عرب لوگ حرمت کی وجہ سے تین ماہ، ذوالقعدة، ذوالحجہ اور محرم میں جنگ و جدل اور لوٹ مار سے باز رہتے اور انتظار کرتے کہ یہ پابندیاں ختم ہوں تو وہ نکلیں اور لوٹ مار کریں لہذا صفر شروع ہوتے ہی وہ لوٹ مار، رہزنی اور جنگ و جدل کے ارادے سے جب گھروں سے نکلتے تو انکے گھر خالی رہ جاتے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: ”صَفَرُ الْمَكَانِ (مکان خالی ہو گیا)۔“ جب عربوں نے دیکھا کہ اس مہینے میں لوگ قتل ہوتے ہیں اور گھر برباد یا خالی ہو جاتے ہیں تو انہوں نے اس سے یہ شکون لیا کہ یہ مہینہ ہمارے لئے منحوس ہے اور گھروں کی بربادی اور ویرانی کی اصل وجہ پر غور نہیں کیا، نہ اپنے عمل کی خرابی کا احساس کیا اور نہ ہی لڑائی جھگڑے اور جنگ و جدل سے خود کو باز رکھا بلکہ اس مہینے کو ہی منحوس ٹھہرا دیا۔

صفر کچھ نہیں

ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صفر المظفر کے بارے میں وہی خیالات کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”لَا صَفَرَ“ صفر کچھ نہیں۔ (بخاری، کتاب الطب، باب الجذام ۴/۲۴، حدیث: ۵۷۰۷) محقق علی الاطلاق حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وقت قرار دیتے ہیں، یہ عقیدہ باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (اشعة اللمعات (فارسی) ۳/۶۶۴)

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، بَدْرُ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس (یعنی نحس والی) مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ ”صفر کوئی چیز نہیں“، یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ بُرا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں 3، 13، 23، 8، 18، 28 (تاریخ) کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغو (یعنی بے کار) بات ہے۔ (بہار شریعت، ۳/۶۵۹)

کوئی دن منحوس نہیں ہوتا

علامہ سید محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز شامی قُدس سرُّہ السَّامی لکھتے ہیں: علامہ حامد آفندی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے سُوال کیا گیا: کیا بعض دن منحوس یا مبارک ہوتے ہیں جو سفر اور دیگر کام کی صلاحیت نہیں رکھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص یہ سُوال کرے کہ کیا بعض دن منحوس ہوتے ہیں اس کے جواب سے اعراض کیا جائے اور اس کے فعل کو جہالت کہا جائے اور اس کی مذمت بیان کی جائے، ایسا سمجھنا یہود کا طریقہ ہے، مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

(تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، ۲/۳۶۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کوئی وقت بَرکت والا اور عظمت و فضیلت والا تو ہو سکتا ہے جیسے ماہ رمضان، ربیع الاول، جمعۃ المبارک وغیرہ مگر کوئی مہینہ یا دن منحوس نہیں ہو سکتا۔ تفسیر روح البیان میں ہے: صفر وغیرہ کسی مہینے یا مخصوص وقت کو منحوس سمجھنا دُرست نہیں، تمام اوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بنائے ہوئے ہیں اور ان میں انسانوں کے اعمال واقع ہوتے ہیں۔ جس وقت میں بندہ مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و بندگی میں مشغول ہو وہ وقت مبارک ہے اور جس وقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرے وہ وقت اس کے لئے منحوس ہے۔ درحقیقت اصل نُحُوس تو گناہوں میں ہے۔ (تفسیر روح البیان، ۳/۴۲۸)

ماہ صفر بھی دیگر مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے جس طرح دوسرے مہینوں میں

رب عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم کی بارشیں ہوتی ہیں اس میں بھی ہو سکتی ہیں، اسے توصفّرُ الْمُظَفَّرُ کہا جاتا ہے یعنی کامیابی کا مہینہ، یہ کیونکر منحوس ہو سکتا ہے؟ اب اگر کوئی شخص اس مہینہ میں احکام شرع کا پابند رہا، نیکیاں کرتا اور گناہوں سے بچتا رہا تو یہ مہینہ یقیناً اس کے لئے مبارک ہے اور اگر کسی بد کردار نے یہ مہینہ بھی گناہوں میں گزارا، جائز ناجائز اور حرام حلال کا خیال نہ رکھا تو اس کی بربادی کے لئے گناہوں کی ٹھوسٹ ہی کافی ہے۔ اب ماہِ صفر ہو یا کسی بھی مہینے کا سیکنڈ، منٹ یا گھنٹہ! اگر اُسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ اس کی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۲﴾ صفر المظفر کا آخری بدھ منانا

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، بدرُ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ماہِ صفر کا آخر چہار شنبہ (بدھ) ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پُوریاں پکیتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مرضِ شدت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلافِ واقع ہیں۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی

جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں۔ (بہار شریعت، ۳/۶۵۹)

صفر کے مہینے میں پیش آنے والے چند تاریخی واقعات

❁ صفر المظفر پہلی ہجری میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ النور اور خاتونِ جنت حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔ (الکامل فی التاريخ، ۲/۱۲) ❁ صفر المظفر سات ہجری میں مسلمانوں کو فتح خیبر نصیب ہوئی۔ (البداية والنهاية، ۳/۳۹۲) ❁ سیف اللہ حضرت سیدنا خالد بن ولید، حضرت سیدنا عمرو بن عاص اور حضرت سیدنا عثمان بن طلحہ عبد ربی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صفر المظفر آٹھ ہجری میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (الکامل فی التاريخ، ۲/۱۰۹) ❁ مدائن (جس میں کسریٰ کا محل تھا) کی فتح صفر المظفر سولہ ہجری ہی کے مہینے میں ہوئی۔ (الکامل فی التاريخ، ۲/۳۵۷)

کیا اب بھی آپ صفر کو منحوس جانیں گے؟ یقیناً نہیں
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۳) چھینک سے بدشگونی لینا

بعض لوگ چھینک کو بدشگونی سمجھتے ہیں اگر کسی کام کے لئے جاتے وقت خود کو یا کسی اور کو چھینک آگئی تو لوگ یہ بد فالی لیتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا، یہ بہت بڑی جہالت اور بے عقلی کی دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فرمایا: چھینک اچھی چیز ہے، اسے بدشگونی جاننا

مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے۔ حدیث^۱ میں تو یہ ارشاد فرمایا: لَعُطْسَةٌ وَاحِدَةٌ عِنْدَ حَدِيثٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاهِدٍ عَدْلٍ بات کے وقت چھینک عادل گواہ^۲ ہے۔ یعنی جو کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صدق و کذب (یعنی سچا اور جھوٹا ہونا) معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق (یعنی سچا ہونے) پر دلیل ہے۔^۳ اور یہ بھی آیا ہے کہ دُعا کے وقت چھینک آنا دلیل قبول ہے۔^۴ غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ کہ نماز میں آئے حدیث میں اسے شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے۔^۵

(ملفوظات، ص ۳۱۹، ۳۲۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(۴) شوال میں شادی نہ کرنا

شریعت نے کسی مہینہ یا موسم میں نکاح کرنے سے منع نہیں کیا لیکن کچھ نادان مخصوص مہینوں یا دنوں میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں، ان کو یہ وہم ہوتا ہے

دینہ

۱: یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ۲: علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اب غور کرو کہ جب چھینک کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ”شاہد عدل“ (یعنی عادل گواہ) کا لقب دیا تو پھر بھلا چھینک منحوس اور بدشگونی کا سامان کیسے بن سکتی ہے؟ اس لئے لوگوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیے کہ چھینک منحوس اور بدفالی کی چیز ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو اتباع سنت اور پابندی شریعت کی توفیق بخشے آمین۔ (جنتی زیور، ۴۳۱)

۳: نوادر الاصول، ۷۷۴/۲، حدیث: ۱۰۶۴ ۴: کنز العمال، ۶۹/۹،

حدیث: ۲۵۵۳۳ ۵: المعجم الکبیر، ۳۳۶/۲۲، حدیث: ۸۴۳

۶: ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء ان العطاس..... الخ، ۴/۳۴۴، حدیث: ۲۷۵۷

ان دنوں میں جو شادیاں ہوتی ہیں ان سے میاں بیوی کے تعلقات اچھے نہیں بنتے اور ان میں وہ اُلفت و محبت پیدا نہیں ہو پاتی جو خوشگوار گھریلو زندگی کے لئے ضروری ہے۔ بعض علاقوں میں شوال المکرم کو بھی انہی مہینوں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ شوال کے مہینے میں شادی بیاہ کو منحوس فعل سمجھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کسی زمانے میں شوال کے مہینے میں طاعون واقع ہوا جس میں بہت سی لاکھیاں ہلاک ہو گئیں، اس کے سبب لوگ شوال میں شادی کو منحوس سمجھنے لگے جبکہ شریعت مطہرہ نے اس تصور کو غلط قرار دیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شوال کے مہینے میں مجھ سے نکاح فرمایا اور اسی مہینے میں میری رخصتی ہوئی اور آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ کسی بیوی کا مرتبہ نہیں تھا۔ (تفسیر روح البیان، ۳/۴۲۸)

مخصوص تاریخوں میں شادی نہ کرنے کے بارے میں سوال جواب

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے **سوال** ہوا: اکثر لوگ 3، 13 یا 23، 8، 18، 28 وغیرہ تواریخ اور پنجشنبہ و یکشنبہ و چہار شنبہ (یعنی جمعرات، اتوار اور بدھ) وغیرہ ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے۔ اعتقاد یہ ہے کہ تحت نقصان پہنچے گا ان کا کیا حکم (ہے)؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **جواب** دیا: یہ سب باطل و بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۲۷۲)

(۵) ستاروں کے اچھے بُرے اثرات پر یقین رکھنا کیسا؟

خود کو پڑھا لکھا سمجھنے والوں کی بہت بڑی تعداد ستاروں کے اثرات کی اس قدر قائل ہوتی ہے کہ شادی اور کاروبار جیسے اہم فیصلے بھی ستاروں کی نقل و حرکت کے مطابق کرتی ہے، ایسے لوگ ستارہ شناسی کا دعویٰ کرنے والوں کا آسان شکار ہوتے ہیں جو ان کو بے وقوف بنا کر بڑی بڑی رقمیں بٹورتے رہتے ہیں۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ لڑکا لڑکی کا رشتہ طے ہو چکا ہوتا ہے، ضروری چھان بین بھی ہو چکی ہوتی ہے لیکن ایک فریق یہ کہہ کر رشتے سے انکار کر دیتا ہے کہ ہم نے پتا کر لیا ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا ستارہ آپس میں نہیں ملتا لہذا یہ شادی نہیں ہو سکتی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال کیا گیا کہ کواکبِ فلکی (یعنی آسمانی ستاروں) کے اثراتِ سعد و نحس (یعنی اچھے اور منحوس اثرات) پر عقیدت (یعنی بھروسا) رکھنا کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: مسلمان مُطیع (یعنی اطاعت گزار مسلمان) پر کوئی چیز نحس (یعنی منحوس) نہیں اور کافروں کے لئے کچھ سعد (یعنی اچھا) نہیں، اور مسلمان عاصی (یعنی نافرمانی کرنے والے مسلمان) کے لئے اس کا اسلام سعد (یعنی نیک بخشتی) ہے۔ طاعت (یعنی عبادت) بشرط قبولِ سعد (یعنی نیک بخشتی) ہے۔ مَعْصِیَت (یعنی گناہ گاری) بجائے خود نحس (یعنی منحوس) ہے اگر رحمت و شفاعت اس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کر دیں، فَأُولَٰئِكَ يَبْدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ^ط (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰) (ترجمہ)

کنز الایمان: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔) بلکہ کبھی گناہ یوں سعادت ہو جاتا ہے کہ بندہ اس پر خائف و ترساں و تائب و کوشاں رہتا ہے، وہ دُھل گیا اور بہت سی حَسَنات (یعنی نیکیاں) مل گئیں، باقی کو اکب میں کوئی سعادت و مُوسست نہیں اگر ان کو خود مُوثر (یعنی اثر کرنے والا) جانے شُرک ہے اور ان سے مدد مانگے تو حرام ہے، ورنہ ان کی رعایت ضرور خلافِ توکل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۲۲۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کچھ مومن رہے کچھ کافر ہو گئے

حضرت سیدنا زید بن خالد جُہنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں حُدیبیہ کے مقام پر بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب رُخ انور کیا اور ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح کی تو کچھ مومن ہوئے اور کچھ کافر، جس نے کہا: ہم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جن لوگوں نے کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی، گَافِرِ بَیْ مُومِنٍ بِالْکَوَاکِبِ یعنی وہ میرے منکر اور ستاروں کے ماننے والے ہوئے۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم ۱/۲۹۵، حدیث: ۸۴۶)

شارحِ بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اگر یہ اعتقاد ہو کہ ستارے ہی بارش برساتے ہیں تو یہ اعتقاد کُفر ہے اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ بارش بِإِذْنِ الْهٰی (یعنی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے) برسی ہے مختلف ستاروں کا طلوع و غروب اس کی علامت ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ فلاں چٹھڑ کی وجہ سے بارش ہوئی ممنوع ہے اور یہ کہنا کہ فلاں چٹھڑ (ستاروں کی منزل) میں بارش ہوئی جائز ہے۔ (کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوَاکِبِ کی تشریح میں مفتی صاحب لکھتے ہیں: یہاں کُفر اور ایمان کے لغوی معنی مراد ہیں یعنی میرا منکر (یعنی انکار کرنے والا) اور چٹھڑ (یعنی ستاروں کی منزلوں) کا ماننے والا ہے۔

(نزهة القاری ۲/۴۹۵، ۴۹۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جس ستارے کو جہاں چاہے پہنچادے

ایک دن مولانا محمد حسین میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے والد صاحب (جو علم نجوم میں بڑی مہارت رکھتے تھے) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے پاس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن سے دریافت فرمایا: فرمائیے! بارش کا کیا اندازہ ہے کب تک ہوگی؟ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور بتایا: اس مہینہ میں پانی نہیں ہے آئندہ ماہ میں ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھا دیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے چاہے تو آج بارش ہو۔ انہوں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں سب دیکھ رہا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ ستاروں کے وضع (بنانے والے) اور اُس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس مشکل مسئلے کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آسان طریقے پر سمجھا دیا۔ وہ اس طرح کہ سامنے گھڑی لگی ہوئی تھی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن سے پوچھا: وقت کیا ہوا ہے؟ بولے: سوا گیارہ بجے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ شاہ صاحب بولے: ”ٹھیک پون گھنٹہ (یعنی 45 منٹ)۔“ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُٹھے اور بڑی سوئی کو گھما دیا فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ اب اعلیٰ حضرت نے فرمایا: آپ نے تو کہا تھا ٹھیک پون گھنٹہ ہے بارہ بجنے میں۔ شاہ صاحب بولے: آپ نے اسکی سوئی کھسکا دی ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹے ہی کے بعد بارہ بجتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اسی طرح اللہ رب العزت قادرِ مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے، وہ چاہے تو ایک مہینہ کیا، ایک ہفتہ کیا، ایک دن کیا، ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلتا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور (گہری) گھٹا آگئی اور پانی برسنے لگا۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص ۱۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نجومیوں کے ڈھکوسلے

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، بَدْرُ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: قمرِ دَرَعَقْرَب یعنی چاند جب بُرجِ عقرب^۱ میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برجِ اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے (یعنی کٹوانے) اور سلوانے کو بُرا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے، یہ باتیں خلافِ شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلافِ شرع ہے۔ اس طرح کچھتروں کا حساب کہ فلاں کچھتر (یعنی ستاروں کی منزل) سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔ (بہار شریعت، ۳/۶۵۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ادینہ

۱۔ صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تَبَرَّكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَاءِ بُرُوجًا ترجمہ کنز الایمان: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے۔ (پ ۱۹، الفرقان، آیت: ۶۱) کے تحت تفسیر خزان العرفان صفحہ 678 پر لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بروج سے کوا کب سب سے سیارہ کے منازل مراد ہیں جن کی تعداد بارہ ہے (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت۔

بدشگونی کی عَرِید

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 590 صفحات پر مشتمل کتاب ”حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات“ کے صفحہ 90 پر ہے: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز کے غلام مُزاحم کا بیان ہے: جب ہم مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً سے نکلے تو میں نے دیکھا کہ چاند ”ذبران“ میں ہے، میں نے ان سے یہ کہنا تو مناسب نہ سمجھا بلکہ یہ کہا: ذرا چاند کی طرف نظر فرمائیے، کتنا خوبصورت لگتا ہے! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا تو چاند ذبران^۱ میں تھا، فرمایا شاید تم مجھے یہ بتانا چاہتے ہو کہ چاند ذبران میں ہے، مُزاحم! ہم چاند سورج کے ساتھ نہیں، بلکہ اللہ عزوجل واحد و قہار کے حُکم و مشیت کے ساتھ نکلتے ہیں۔ (سیرت ابن عبدالحکم، ص ۲۷)

اللہ عزوجل کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب

مغفرت ہو۔ امین بجاء النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۶) نُجُومی کو ہاتھ دکھانا

بہت سے لوگ کاہنوں، نُجومیوں، پروفیسروں اور رُمل و جُفر کے جھوٹے

دینہ

۱: ذبران چاند کی ایک منزل کا نام ہے، اس وقت چاند ثریا اور جوزا کے درمیان ہوتا ہے۔ عرب میں نُجومیوں کا یہ وہم رائج تھا کہ یہ ساعت منحوس ہوتی ہے، مُزاحم کا اشارہ غالباً اسی طرف تھا۔

دعویداروں کے ہاں جا کر قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں، اپنا ہاتھ دکھاتے ہیں، فالنامے نگلاتے ہیں، پھر اس کے مطابق آئندہ زندگی کا لائحہ عمل بناتے ہیں۔ اس طرزِ عمل میں نقصان ہی نقصان ہے چنانچہ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا بُر اور یافت کرنا اگر بطورِ اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفرِ خالص ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: فَقَدْ كَفَرَ بِمَنْزِلَ عَلِيٍّ مُحَمَّدٌ يَعْنِي اس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شے کا انکار کیا اور اگر بطورِ اعتقاد و تيقن (یعنی یقین رکھنے کے) نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہِ کبیرہ ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَوةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ۖ اللَّهُ تَعَالَى چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمایگا، اور اگر بطورِ ہزل و استہزاء (یعنی ہنسی مذاق کے طور پر) ہو تو عیب (یعنی بے کار) و مکروہ و حماقت ہے، ہاں! اگر بقصدِ تعجیز (یعنی اسے عاجز کرنے کے لئے) ہو تو حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۱۵۵)

کاہنوں کی بعض باتیں دُرست ہونے کی وجہ

حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کاہنوں (یعنی ان کی باتیں قابلِ اعتماد ہونے یا نہ ہونے) کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

دینہ

۱۔ ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی کراہیۃ اتیان الحائض، ۱/۱۸۵، الحدیث: ۱۳۵

ارشاد فرمایا: ان کی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! جو خبر وہ دیتے ہیں بعض اوقات وہ سچ نکلتی ہیں۔ ارشاد فرمایا: وہ کلمہ جن سے سنا ہوا ہوتا ہے جسے جتنی اچک لیتی ہے اور اپنے دوست (کاہن) کے کان میں اس طرح ڈال دیتی ہے جس طرح ایک مرغی دوسری مرغیوں کے کان میں آواز پہنچاتی ہے، پھر کاہن اس کلمہ میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں۔

(مسلم، کتاب السلام، باب تحريم الكهانة و اتیان الكهان، ص ۱۲۲۴، حدیث: ۲۲۲۸)

نجومی کے پاس جانے والوں کے لئے سبق آموز حکایت

علم نجوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک روز میرے پاس دو میاں بیوی آئے۔ دونوں میں جھگڑا چل رہا تھا۔ میں نے دونوں کا ہاتھ دیکھا تو علم نجوم کے مطابق طلاق کی لکیر واضح اور یقینی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ دونوں جو مرضی آئے کر گزریں، آپ دونوں میں طلاق نہیں ہو سکتی۔ دو سال بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بڑی خوش و خرم زندگی گزار رہے تھے۔ پوچھا تو کہنے لگے: جب آپ نے ہمیں بتایا کہ طلاق کسی صورت نہیں ہو سکتی تو ہم نے سوچا کہ جب طلاق نہیں ہونی تو کیوں نہ مل جل کر زندگی گزاری جائے، اس دن کے بعد سے ہماری گھریلو زندگی خوشیوں سے بھر گئی۔

سرجری کے ذریعے ہاتھوں کی لکیریں بدلنے والے نادان

اس جدید دور میں بھی بہت سے لوگ ہاتھوں کی لکیروں پر اندھا اعتقاد

رکھتے ہیں۔ ایسا ہی ایک حیرت انگیز مظاہرہ جاپان میں دیکھنے میں آیا جہاں لوگوں کو ہاتھوں کی لکیروں پر اتنا یقین ہے کہ انہوں نے اپنی قسمت کی لکیروں کو بدلنے کے لئے ہتھیلیوں کی سرجری کرانا شروع کرادی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرد تو اس سرجری کے ذریعے اپنے ہاتھوں پر لمبی دولت کی لائیں بنواتے ہیں جبکہ خواتین کی خواہش شادی کی بڑی لکیر ہوتی ہے۔ (جنگ نیوز، آن لائن، 17 جولائی 2013)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۷) گھر میں پیبیہ کا درخت لگانے کو منحوس سمجھنا

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ”کاٹھیا واڑ“ کے علاقے سے کچھ اس طرح کا **سوال** ہوا کہ یہاں عام طور پر تمام شہر متفق ہے کہ درخت پیبیہ جس کو آرنڈ خرپڑہ کہتے ہیں، مکان مسکو نہ (یعنی رہائشی مکان) میں لگانا منحوس ہے اور منع ہے چونکہ یہاں یہ بکثرت اور نہایت لذیذ ہیں لہذا التماس ہے کہ اس بارے میں احکام شرعی سے خبردار کیجئے؟ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **جواب** دیا: شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، شرع نے نہ اسے منحوس ٹھہرایا نہ مبارک، ہاں جسے عام لوگ نحس سمجھ رہے ہیں اس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسبِ تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے ان کا باطل عقیدہ اور مستحکم ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اس کے دل میں بھی وسوسہ ڈالے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۲۶)

(۸) لڑکیوں کی مسلسل پیدائش کو منحوس سمجھنا

بیٹا پیدا ہو یا بیٹی، انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے کہ بیٹا اللہ عزَّوَجَلَّ کی نعمت اور بیٹی رحمت ہے اور دونوں ہی ماں باپ کے پیار اور شفقت کے مستحق ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ عزیز و اقربا کی طرف سے جس خوشی کا اظہار لڑکے کی ولادت پر ہوتا ہے، محلے بھر میں مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں، مبارک سلامت کا شور مچ جاتا ہے لڑکی کی ولادت پر اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہوتا۔ دنیاوی طور پر لڑکیوں سے والدین اور خاندان کو بظاہر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان کی شادی کے کثیر اخراجات کا بار باپ کے کندھوں پر آن پڑتا ہے شاید اسی لئے بعض نادان بیٹیوں کی ولادت ہونے پر ناک چڑھاتے (یعنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے) ہیں اور بچی کی امی کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، طلاق کی دھمکیاں دی جاتی ہیں بلکہ اوپر تلے بیٹیاں ہونے کی صورت میں اس دھمکی کو عملی تعبیر بھی دے دی جاتی ہے۔ اس پر یہ ظلم بھی ہوتا ہے کہ بیٹیوں کو ہی منحوس قرار دے دیا جاتا ہے، اس وہم کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں، اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن سے **سوال** ہوا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تیسری لڑکی ہوئی، اس دن سے زید نہایت پریشان ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تیسرا لڑکا نصیب وراور اچھا ہوتا ہے۔ زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنائی

ہوئی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کرو، ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کرو اور توشہ شاہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرو، حق تعالیٰ تصدق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح کی بلا و نحوست سے محفوظ رکھے گا۔ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: یہ محض باطل اور زنا نے اوہام اور ہندوانہ خیالاتِ شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق اور توشہ سرکار اید قرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اس کی نحوست دفع ہو جائز نہیں کہ اس میں اس کی نحوست مان لینا ہو اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہوا، وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔ (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ سطور کے بعد لکھتے ہیں:) یہ توشہ کہ انہوں نے بتایا ہے نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے (یعنی پوری کرنے) کے لئے مُجَرَّب (یعنی تجربہ شدہ)۔

(فتاویٰ رضویہ، ۶۴۴/۲۹ و ۶۴۶ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیٹیوں کی پرورش کے فضائل

بیٹیوں کی پیدائش پر دل چھوٹا کرنے والے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ درج ذیل فرامینِ مصطفیٰ کو بار بار پڑھیں جن میں بیٹی کی پرورش پر مختلف بشارتوں سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

(۱) ”جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اس کے گھر

فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں: ”اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔“ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ناتواں و کمزور جان ہے جو ایک ناتواں سے پیدا ہوئی ہے، جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری لے گا تو قیامت تک مددِ خدا (عزوجل) اس کے شامل حال رہے گی۔“

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الاولاد، ۸/ ۲۸۵، حدیث ۱۳۴۸۴)

(۲) ”بیٹیوں کو بُرا مت کہو، میں بھی بیٹیوں والا ہوں۔ بے شک بیٹیاں تو

بہت محبت کرنے والیاں، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔“

(مسند الفردوس للذہبی، ۲/ ۴۱۵، حدیث ۷۵۵۶)

(۳) ”جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے ایذا نہ دے اور نہ ہی بُرا

جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ عزوجل اس شخص کو جنت میں داخل

فرمائے گا۔“ (المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلة، ۵/ ۲۴۸، حدیث ۷۴۲۸)

(۴) ”جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ ان کا خیال رکھے، ان کو اچھی رہائش

دے، ان کی کفالت کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ عرض کی گئی:

”اور دو ہوں تو؟“ فرمایا: ”اور دو ہوں تب بھی۔“ عرض کی گئی: ”اگر ایک ہو تو؟“ فرمایا:

”اگر ایک ہو تو بھی۔“ (المعجم الاوسط، ۴/ ۳۴۷، حدیث ۶۱۹۹)

(۵) ”جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بار پڑ جائے اور وہ ان کے ساتھ

حسن سلوک کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے روک بن جائیں گی۔“

(مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الى البنات، ص ۱۴۱، حدیث ۲۶۲۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مَدَنی آقا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیٹیوں پر شفقت

(۱) حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے والدِ بزرگوار، مدینے

کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتیں تو آپ صَلَّی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہو جاتے، ان کی طرف متوجہ ہو جاتے، پھر ان کا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لے لیتے، اسے بوسہ دیتے پھر ان کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح

جب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف

لے جاتے تو وہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں، آپ کا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں لے لیتیں پھر اس کو چومتیں اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی جگہ

پر بٹھاتیں۔“ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی القیام، ۴/ ۴۵۴، حدیث ۵۲۱۷)

(۲) حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلانِ نبوت سے دس سال قبل

مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً وَ تَعَفُّباً میں پیدا ہوئیں۔ جنگِ بدر کے بعد حضور پُر نور، شافع

یوم النشور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو مکہ سے مدینہ بلالیا۔ جب یہ ہجرت کے

ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا۔ ایک ظالم نے نیزہ مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا جس کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ نبی کریم رءوف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس واقعے سے بہت صدمہ ہوا چنانچہ آپ نے ان کے فضائل میں ارشاد فرمایا: **هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِنِي أُصِيبَتْ فِيَّ** یعنی یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔ جب آٹھ ہجری میں حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا تو نماز جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

(شرح العلامة الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ۴/ ۳۱۸، ماخوذاً)

(۳) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی

بادشاہ نے رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں کچھ زیورات بطور تحفہ بھیجے جن میں ایک حبشی نکلنے والی انگوٹھی بھی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس انگوٹھی کو چھڑی یا انگشتِ مبارکہ سے مس کیا (یعنی چھوا) اور اپنی نواسی اُمہ کو بلایا جو شہزادی رسول حضرت سیدتنا زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی تھیں اور فرمایا: ”اے چھوٹی بچی! اسے تم پہن لو۔“

(ابو داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی زہب للنساء، ۴/ ۱۲۵، حدیث: ۴۲۳۵)

(۴) حضرت سیدنا ابوبقارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

اللہ عزوجل کے محبوب، واناے غُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس

تشریف لائے تو آپ (اپنی نواسی) امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وقت انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے۔

(بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد، ۴/ ۱۰۰، حدیث: ۵۹۹۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۹) مکان میں نئے بچے کی ولادت کو منحوس جاننا

بعض لوگ رہنے کے پرانے مکان میں نئے بچے کی ولادت کو منحوس جانتے ہیں، اسی طرح کا ایک سوال (فارسی زبان میں) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ کی خدمت میں کیا گیا کہ ”علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس رسم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ بنگال میں یہ رواج ہے کہ نوموؤد کی ولادت کے لئے اس کی ولادت سے قبل الگ کمرہ تعمیر کیا جاتا ہے اور پہلے سے تعمیر شدہ مکان جہاں وہ رہائش پذیر ہوتے ہیں اس میں نئے بچے کی ولادت منحوس خیال کی جاتی ہے۔ کیا ان کا یہ اقدام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسے ہوتا تھا یا نہیں؟ (ت) امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: یہ فتیح (یعنی بُری) رسم اس پاک زمانے میں بالکل نہ تھی بلکہ اس کے بعد بھی عرصہ دراز تک بلکہ اب تک عام اسلامی ممالک میں اس کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا، یہ ہندوانہ اور

مشرکانہ رسوم کے مشابہ بلکہ ان سے بھی بدتر ہے کیونکہ ہندو بھی ایسا نہیں کرتے اگر یہ عمل بد فالی اور گمراہی کے خیال سے نہ ہو تب بھی بوجہ اسراف معیوب ہے جبکہ اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿۸﴾ (پ ۸، انعام: ۱۴۱)

(ترجمہ کنز الایمان: اور بے جا نہ خرچو بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں۔) یہ اقدام متعدد وجوہ کی بنا پر فائدے اور بھلائی سے خالی ہے اور تہذیب کے زمرے میں آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”إِنَّ الْمُبَدِّلِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ“ (پ ۱۵،

بنی اسرائیل: ۲۷) (ترجمہ کنز الایمان: بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔) اس وہم کی بنیاد شیطانی ہے مزید یہ کہ اس میں بد فالی و بدشگونی والی گمراہی بھی شامل ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیری فال نکالنا اور اس پر کار بند ہونا مشرکین کا طریقہ اور دستور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۲۶۴ تا ۲۶۶ ملخصاً)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّد

﴿۱۰﴾ گرہن سے جڑے ہوئے توہمات

سورج اور چاند گرہن کے بارے میں لوگ افراط و تفریط کا شکار نظر آتے ہیں۔ کہیں تو سورج گرہن کا (خصوص شیشوں کے ذریعے) نظارہ کرنے کے لئے پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں اور کہیں گرہن کے بارے میں مختلف تصورات و توہمات پائے جاتے ہیں، مثلاً: ﴿﴾ گرہن اس وقت لگتا ہے جب سورج کو بلائیں اور خوفناک جانور نکل لیتے ہیں، ایک ویب سائٹ سے لی گئی معلومات کے مطابق جب بھی چاند کو

گرہن لگتا تو قدیم چین کے لوگ اکٹھے مل کے پوری قوت سے شور مچاتے، ان کا عقیدہ تھا کہ چاند کو ایک بہت بڑا اژدھا کھا رہا ہے، ہمارا یہ شور چاند کو بچانے کی کامیاب کوشش ہے۔ چاند گرہن اپنے وقت پر ختم ہو جاتا لیکن یہ لوگ اپنی کامیابی سمجھ کر اس کا جشن مناتے اور اگلی دفعہ پہلے سے زیادہ شور مچایا کرتے۔ ﴿گرہن کے وقت حاملہ خواتین کو کمرے کے اندر رہنے اور سبزی وغیرہ نہ کاٹنے کی ہدایت کی جاتی ہے تاکہ ان کے بچے کسی پیدائشی نقص کے بغیر پیدا ہوں﴾ ﴿گرہن کے وقت حاملہ خواتین کو سلائی کڑھائی سے بھی منع کیا جاتا ہے کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے بچے کے جسم پر غلط اثر پڑ سکتا ہے۔ ایک مغربی ملک میں رہنے والی دنیاوی تعلیم یافتہ خاتون سورج گرہن سے چند روز پہلے سخت پریشان تھی کیونکہ اس کے ہاں پہلے بچے کی ولادت ہونے والی تھی اور اس سے محض چند روز پہلے سورج گرہن کے بچے پر ممکنہ اثرات کا خوف اسے تشویش میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی ڈاکٹر کو محض یہ پوچھنے کے لیے فون کیا کہ آیا بچے کو گرہن کے مضر اثرات سے بچانے کے لیے اس کی قبل از وقت ولادت ممکن ہے؟ ڈاکٹر نے اسے دلاسا دیتے ہوئے سمجھایا کہ اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور گرہن کے اثرات کی حقیقت تو ہمارے زیادہ نہیں ہے۔ ﴿لوگوں کا ایک غلط خیال یہ بھی ہے کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ گائے، بھینس، بکری اور دیگر جانوروں کے گلے سے رسی یا زنجیر کھول دینی چاہئے تاکہ ان پر بُرا اثر نہ پڑے﴾ ﴿بعض علاقوں میں گرہن کے وقت ضعیف

اَلْاَعْتِقَادُ اَفْرَادِ خُود کو کمروں میں بند کر لیتے ہیں تاکہ بقول ان کے وہ گرہن کے وقت خارج ہونے والی نقصان دہ لہروں سے بچ سکیں ❀ بعض معاشروں میں جس دن گرہن لگتا ہے اکثر لوگ کھانا پکانے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ گرہن کے وقت خطرناک جراثیم پیدا ہوتے ہیں ❀ کئی مشرقی ملکوں میں علم نجوم کے ماہرین سورج گرہن سے منسلک پیشن گویاں کرتے ہیں جن میں کسی تباہی یا نقصان کی نشان دہی کی جاتی ہے، مثلاً چوری، اغوا، قتل و غارت، خودکشیاں اور تشدد کے واقعات بالخصوص خواتین کی اموات میں اضافہ، لاقانونیت اور بے انصافی کے واقعات کثرت سے ہونے کی پیشن گوئی کی جاتی ہے۔ الغرض مشرق و مغرب، ترقی پذیر اور ترقی یافتہ دنیا میں ہر جگہ سورج اور چاند گرہن کے انسان پر مضر اثرات کے حوالے سے خدشات پائے جاتے ہیں۔

گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا

عرب معاشرے میں بھی سورج اور چاند گرہن کے متعلق عام خیال تھا کہ یہ کسی بڑے واقعہ مثلاً کسی کی وفات یا پیدائش پر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جب دنیا کے نقشے پر اسلام کی انقلابی دعوت اُبھری تو اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان توہمات کو ختم کیا۔ جس دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال کر گئے اسی دن سورج میں گہن لگا۔ بعض لوگوں نے خیال کیا کہ یہ حضرت

ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم میں واقع ہوا ہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو سورج گہن کی نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: سورج اور چاند اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں میں سے دونشائیاں ہیں، انہیں گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا۔ پس جب تم اسے دیکھو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پکارو، اس کی بڑائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ دو۔ (بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف ۱/۳۵۷، ۳۶۳، حدیث: ۱۰۴۴، ۱۰۶۰، ملخصاً)

مَدَنی پھول: سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مُسْتَحَب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں، وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے، وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں، گھر میں یا مسجد میں۔ (بہار شریعت، ۱/۷۸۷)

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جب سورج یا چاند کو گہن لگے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس نظارے سے محظوظ ہونے (ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ گرہن کے وقت سورج کو براہ راست دیکھنے سے آنکھ کی بینائی بھی جاسکتی ہے) اور توہمات کا شکار ہونے کے بجائے بارگاہِ الہی میں حاضری دیں اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں، اس یومِ قیامت کو یاد کریں جب سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے اور ستارے توڑ دیئے جائیں گے اور پہاڑ پلٹ دیئے

جائیں گے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۱۱) عورت گھر اور گھوڑے کو منحوس جاننا

بعض لوگ عورت، گھر اور گھوڑے کو منحوس سمجھتے ہیں اور دلیل کے طور پر یہ حدیث پاک پیش کرتے ہیں کہ رسولِ نذیر، ہر ارجِ منیر، محبوبِ ربِّ قدیر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: نُحُوسُ عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں ہے۔

(بخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شئوم المرأة ۳/ ۴۳۰، حدیث: ۵۰۹۳)

اگر اس حدیث پاک کی تشریح پڑھ اور سمجھ لی جائے تو امید ہے کہ ایسے لوگ اپنے موقف سے رجوع کر لیں گے، چنانچہ مُفسِّرِ شہیرِ حکیمُ الْأُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث کے بہت معنی کئے گئے ایک یہ کہ اگر کسی چیز سے نُحُوس ہوتی تو ان تین میں ہوتی، دوسرے یہ کہ عورت کی نُحُوس یہ ہے کہ اولاد نہ جنے اور خاوند کی نافرمان ہو، مکان کی نُحُوس یہ ہے کہ تنگ ہو وہاں اذان کی آواز نہ آئے اور اس کے پڑوسی خراب ہوں، گھوڑے کی نُحُوس یہ ہے کہ مالک کو سواری نہ دے، سرکش ہو، بہر حال یہاں شؤم سے مراد بد فال (یعنی بدشگونی) نہیں کہ اس کی وجہ سے رِزق گھٹ جائے یا آدمی مر جائے کہ اسلام میں بد فالی ممنوع ہے۔ لہذا یہ حدیث لَا طِیْرَةَ کی حدیث کے خلاف نہیں۔ خیال رہے کہ بعض بندے اور بعض چیزیں مبارک تو ہوتی ہیں کہ ان سے

گھر میں مال میں عمر میں زیادتیاں ہو جاتی ہیں جیسے (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: **وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا** (ترجمہ کنز الایمان: اور اس نے مجھے مبارک کیا۔ (پ ۱۶، مریم: ۳۱)) مگر کوئی چیز اس کے مقابل معنی میں منحوس نہیں، ہاں! کافر، کفر، زمانہ عذاب منحوس ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: **فِي يَوْمٍ نَخْسِ** (ترجمہ کنز الایمان: ایسے دن میں جس کی نحوست (ان پر ہمیشہ کے لئے رہی)۔ (پ ۲۷، القمر: ۱۹)) (مراۃ المناجیح، ۶/۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا موقف

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان **عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن** فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں: جب اُمّ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست ہے تو آپ بہت زیادہ غضبناک ہوئیں اور فرمایا: اس خداؤ رگ و برتر کی قسم! جس نے محمد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مقدس قرآن نازل فرمایا کہ حضور پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس طرح نہیں ارشاد فرمایا بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ دور جا بلیت والے ان چیزوں سے نحوست اور بدشگونی لیتے تھے۔ امام طحاوی وابن جریر نے بواسطہ قتادہ بواسطہ ابو حسان اسے روایت کیا ہے نیز حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔ (ت) (شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الکراہۃ، باب

الاجتناب من ذی داء الطاعون، ۴/ ۱۳۴) (فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۲۴۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فتاویٰ رضویہ کا ایک سوال جواب

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان
 عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن سے **سوال** کیا گیا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ
 جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟ اعلیٰ
 حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **جواب** دیا: یہ سب محض باطل و مردود خیالات
 ہندوؤں کے ہیں، شریعتِ مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں، شرعاً گھر کی نحوست یہ ہے
 کہ تنگ ہو، ہمسائے بُرے ہوں، گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر ہو، بد لگام، بد رکاب
 ہو، عورت کی نحوست یہ کہ بد زبان ہو، بد رویہ ہو، باقی وہ خیال کہ عورت کے پہرے
 سے یہ ہوا، فلاں کے پہرے سے یہ، یہ سب باطل اور کافروں کے خیال ہیں۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۲۲۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۱۲) میت کو غسل دینے کے بعد گھڑا توڑ دینا

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام
 احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن سے **سوال** کیا گیا کہ گھڑے، بدھنے (یعنی لوٹے)
 میت کو غسل دینے کے بعد پھوڑا لٹا جائز ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 نے **جواب** دیا: گناہ ہے کہ بلا وجہ تَضْیِیْعِ مال (یعنی مال کو ضائع کرنا) ہے کہ اگر وہ
 ناپاک بھی ہو جائیں تاہم پاک کر لینا ممکن۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا اللَّهُ تَعَالَى تین باتیں تمہارے لئے ناپسند رکھتا ہے: قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةُ الْمَالِ فَضُولَ بَكْ بَكْ اور سُوَال کی کثرت اور مال کی اِضَاعَت (یعنی مال کو ضائع کرنا)۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانُ وَغَيْرُهُمَا (یعنی اسے بخاری و مسلم اور دیگر نے روایت کیا)

اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ ان سے مُردے کو نہلایا ہے تو ان میں مُحُوسِت آگئی تو یہ خیال اُوہامِ کفارِ ہند (یعنی ہند کے غیر مسلموں کے وہموں) سے بہت ملتا ہے۔
وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی؟

بدشگونی کی عادتِ بد میں مبتلا شخص کو جب کسی کام میں نقصان ہوتا ہے یا کسی مقصد میں ناکامی ہوتی ہے تو وہ یہ جملہ کہتا ہے: آج صبح سویرے نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی؟ حالانکہ انسان صبح سویرے بستر پر آنکھ کھلنے کے بعد سب سے پہلے اپنے ہی گھر کے کسی فرد کی شکل دیکھتا ہے، تو کیا گھر کا کوئی آدمی اس قدر منحوس ہو سکتا ہے کہ صرف اس کی شکل دیکھ لینے سے سارا دن نُحُوسِت میں گزرتا ہے؟ کسی کو منحوس کہنے پر بعض اوقات شرمندگی کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک سبق آموز حکایت سے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، چنانچہ ایک بادشاہ اور اس کے ساتھی شکار کی غرض سے جنگل کی جانب چلے جا رہے تھے۔ صبح کے سنائے میں گھوڑوں کی ٹاپیں صاف

سنائی دے رہی تھیں جنہیں سنتے ہی اکثر راگبر راستے سے ہٹ جاتے تھے کیونکہ بادشاہ سلامت شکار پر جاتے ہوئے کسی کا راستہ میں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کی سواری بڑے طُمطُراق (یعنی شان و شوکت) سے شہر سے گزر رہی تھی، جونہی بادشاہ شہر کی فصیل (چار دیواری) کے قریب پہنچا اس کی نگاہ سامنے آتے ہوئے ایک آنکھ والے شخص پر پڑی جو راستے سے ہٹنے کے بجائے بڑی بے نیازی سے چلا آ رہا تھا۔ اسے سامنے آتا ہوا دیکھ کر بادشاہ غصے سے چیخا: ”اف! یہ تو انتہائی بدشگونی ہے۔ کیا اس بد بخت کا نے (یعنی ایک آنکھ والے) شخص کو علم نہیں تھا کہ جب بادشاہ کی سواری گزر رہی ہو تو راستہ چھوڑ دیا جاتا ہے، لیکن اس منحوس یک چشم نے تو ہمارا راستہ کاٹ کر انتہائی نحوست کا ثبوت دیا ہے۔“ بادشاہ سپاہیوں کی جانب مڑا اور غصے سے چیخا: ”ہم حکم دیتے ہیں کہ اس ایک آنکھ والے شخص کو ان ستونوں سے باندھ دیا جائے اور ہمارے لوٹنے تک یہ شخص یہیں بندھا رہے گا۔ ہم واپسی پر اس کی سزا تجویز کریں گے۔“ سپاہیوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور اس شخص کو ستونوں سے باندھ دیا گیا۔ بادشاہ اور اس کے ساتھی گرداڑاتے جنگل کی جانب روانہ ہو گئے۔ بادشاہ کے خدشات کے برعکس اس روز بادشاہ کا شکار بڑا کامیاب رہا۔ بادشاہ نے اپنی پسند کے جانوروں اور پرندوں کا شکار کیا۔ بادشاہ بہت خوش تھا کیونکہ آج اس کا ایک نشانہ بھی نہیں چوکا بلکہ جس جانور پر نگاہ رکھی اسے حاصل کر لیا۔ وزیر نے جانور اور پرندوں کو گنتے ہوئے کہا: ”واہ! آج تو آپ کا شکار بہت خوب رہا، کیا نگاہ تھی اور کیا نشانہ!“

اسی طرح تمام ساتھی بھی بادشاہ کی تعریف میں مصروف تھے، جب شام ڈھلے بادشاہ شہر کے قریب پہنچا تو اس شخص کو رسیوں میں جکڑا ہوا پایا۔ بادشاہ کی سواری کے ساتھ ساتھ جانوروں اور پرندوں سے بھرا چھٹرا بھی چلا آ رہا تھا جسے دیکھ کر بادشاہ اور اس کے ساتھی خوشی سے پھولے نہ سمار رہے تھے۔ بھرا ہوا چھٹرا دیکھ کر وہ شخص زوردار آواز میں بادشاہ سے مخاطب ہوا: کہیے بادشاہ سلامت! ہم دونوں میں سے کون منحوس ہے، میں یا آپ؟ یہ سنتے ہی بادشاہ کے سپاہی اس شخص کے سر پر تلوار تان کر کھڑے ہو گئے لیکن بادشاہ نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ وہ شخص بلا خوف پھر مخاطب ہوا: کہیے بادشاہ سلامت! ہم میں سے کون منحوس ہے ”میں یا آپ؟“ میں نے آپ کو دیکھا تو میں رسیوں میں بندھ کر چلچلاتی دھوپ میں دن بھر جلتا رہا جب کہ مجھے دیکھنے پر آپ کو آج خوب شکار ہاتھ آیا۔ یہ سن کر بادشاہ نادم ہوا اور اس شخص کو فوراً آزاد کر دیا اور بہت سے انعام و اکرام سے بھی نوازا۔

کیا کسی کو نظر لگ سکتی ہے؟

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! انسانی جسم اور دیگر اشیاء کو نظر لگنا، اس سے بچنے کی تدابیر کرنا، اس کا علاج کرنا شرعاً ثابت ہے لیکن یاد رہے کسی کی نظر لگنا اور چیز ہے اور کسی کو منحوس سمجھنا اور چیز۔ حضرت سیدنا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس بیٹے بہت خوبصورت اور بہت باکمال تھے، مصر کے چار دروازے تھے، جب دس بیٹے مضر روانہ ہونے لگے تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خدشہ ہوا کہ اگر دس

کے دس ایک دروازے سے داخل ہوئے تو ان پر دیکھنے والوں کی نظر لگ جائے گی
اس لیے ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ
وَاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ
مُّتَفَرِّقَةٍ (پ ۱۳، یوسف: ۶۷) دروازوں سے جانا۔
ترجمہ کنز الایمان: اے میرے بیٹو ایک
دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا

مُفَسِّرِ شَہِیْر حَکِیْمُ الْاُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس
آیت کے تحت لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ نظر حق ہے اور اس میں اثر ہے، یہ بھی
معلوم ہوا کہ نظر بد سے بچنے کی تدبیر کرنا سنتِ پیغمبر ہے۔ (نور العرفان، ص ۳۸۷) صدر
الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس
آیت کے تحت لکھتے ہیں: تاکہ نظر بد سے محفوظ رہو۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے
کہ نظر حق ہے۔ پہلی مرتبہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا تھا اس
لئے کہ اس وقت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد ہیں
لیکن اب چونکہ جان چکے تھے اس لئے نظر ہو جانے کا احتمال تھا، اس واسطے آپ نے
علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آفتوں اور مصیبتوں
سے دفع کی تدبیر اور مناسب احتیاطیں انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا طریقہ ہیں اور
اس کے ساتھ ہی آپ نے اَمْر (یعنی معاملہ) اللہ کو تفویض کر دیا کہ باوجود احتیاطوں
کے توکل و اعتماد اللہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں۔ (خزائن العرفان، ص ۶۵۴)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کِی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب

مَغفِرَت ہو۔ اٰمین بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رحمتِ عالمِ عام کو نظر لگانے کی کوشش ناکام رہی

پارہ 29 سورة القلم کی آیت 51 میں ہے:

وَ اِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لَیْذُقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا
سَمِعُوْا الذِّکْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ
اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ (پ ۲۹، القلم: ۵۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور کافر تو ایسے معلوم
ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بد نظر لگا کر تمہیں گرا دیں
گے جب قرآن سنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ
ضرور عقل سے دُور ہیں۔

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ
اللہ الہادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: منقول ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے
میں شہرہ آفاق تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ دعویٰ کر کر کے نظر لگاتے تھے اور جس چیز
کو انہوں نے گزند (یعنی نقصان) پہنچانے کے ارادے سے دیکھا دیکھتے ہی ہلاک
ہو گئی، ایسے بہت واقعات ان کے تجربہ میں آچکے تھے۔ کفار نے ان سے کہا کہ رسول
کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور (صلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا کہ ہم نے اب تک نہ ایسا آدمی دیکھا نہ ایسی
دلیلیں دیکھیں اور ان کا کسی چیز کو دیکھ کر حیرت کرنا ہی ستم ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تمام

جدوجہد بھی مثل ان کے اور مکائد (یعنی بُری چالوں) کے جورات دن وہ کرتے رہتے تھے بے کارگئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (حضرت) کُسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کر دی جائے۔ (خزائن العرفان، ص ۱۰۴۸) مُفسرِ شہیر حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: عرب میں بعض لوگ نظر بد لگانے میں مشہور تھے اگر وہ بھوکے ہو کر کسی کو تیز نگاہ سے دیکھ کر کہتے کہ ”ایسا ہم نے آج تک نہ دیکھا، کیا ہی اچھا ہے!“ تو وہ آدمی یا جانور فوراً ہلاک ہو جاتا۔ کفارِ مکہ بہت لالچ دے کر انہیں لائے، یہ حسبِ عادت تین دن بھوکے رہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تلاوتِ قرآن فرما رہے تھے انہوں نے بار بار یہی کہا مگر اللہ تعالیٰ نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو ان کی نظر بد سے محفوظ رکھا، اس پر آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ بد نیتی سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ انور دیکھنا کُفر ہے، اعتقاد سے رُخ انور کی زیارت صحابی بنا دیتی ہے، یہی حال قرآن شریف کا ہے، بد نیتی سے اس کا پڑھنا کُفر ہے، نیک نیتی سے عبادت۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نظر بد حق ہے، دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ رب انہیں نظر بد سے بچاتا ہے کیونکہ کفار نے ان لوگوں سے نظر بد لگانے کو کہا تھا جن کی بُری نظر لوگوں کو ہلاک کر دیتی تھی،

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اپنے حبیب (صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو ان کے شر سے محفوظ

رکھا۔ یہ آیت نظر بد سے بچنے کے لیے اُکسیر (یعنی مُفید) ہے۔ (نور العرفان، ص ۹۷۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

نظر حق ہے

سرکارِ نامدار، مدینہ کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ سکتی تو اس پر نظر بڑھ جاتی اور جب تم دھلوائے جاؤ تو دھودو۔

(مسلم، کتاب السلام، باب الطب و المرض و الرقی، ص ۱۲۰۲، حدیث: ۲۱۸۸)

مُفَسِّرِ شَہِیْر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان نے

اس حدیثِ پاک کے تحت جو وضاحت فرمائی ہے، اس سے حاصل ہونے والے

مَدَنی پھول پیش خدمت ہیں: ﴿نظر بد کا اثر برحق ہے اس سے منظور﴾ (یعنی جسے نظر

لگی اس) کو نقصان پہنچ جاتا ہے ﴿نظر کا اثر اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کا

مقابلہ کر سکتی تو نظر بد کر لیتی کہ تقدیر میں آرام لکھا ہو مگر یہ تکلیف پہنچا دیتی مگر چونکہ

کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس لیے یہ نظر بد بھی تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔ ﴿اگر

کسی نظرے ہوئے﴾ (یعنی جس کو نظر لگی ہو اس) کو تم پر شبہ ہو کہ تمہاری نظر اسے لگی ہے اور

وہ دفعِ نظر (یعنی نظر اُتارنے) کے لیے تمہارے ہاتھ پاؤں دھلوا کر اپنے پر چھینا مارنا

چاہے تو تم بُرا نہ مانو بلکہ فوراً اپنے یہ اعضاء دھو کر اسے دے دو، نظر لگ جانا عیب نہیں

نظر تو ماں کی بھی لگ جاتی ہے۔ ﴿اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عوام میں مشہور

ٹوٹکے اگر خلافِ شرع نہ ہوں تو ان کا بند کرنا ضروری نہیں، دیکھو نظر والے کے ہاتھ

پاؤں دھو کر منظور (یعنی جس کو نظر لگی ہو) کو چھینٹا مارنا عرب میں مُرَوَّج (یعنی اس کا

رواج) تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو باقی رکھا۔ ﴿ہمارے ہاں

تھوڑی سی آٹے کی بھوسی تین سُرخ مرچیں منظور (یعنی جس کو نظر لگی ہو) پر سات بار گھما

کر سر سے پاؤں تک پھر آگ میں ڈال دیتے ہیں اگر نظر ہوتی ہے تو بُھس نہیں اُٹھتی

اور رب تعالیٰ شفاء دیتا ہے۔ ﴿جیسے دواؤں میں نقل کی ضرورت نہیں تجربہ کافی ہے

ایسے ہی دعاؤں اور ایسے ٹوٹکوں میں نقل ضروری نہیں خلافِ شرع نہ ہوں تو دُرُست

ہیں اگرچہ ماٹور دعائیں افضل ہیں۔ ﴿حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے

ایک خوبصورت تندُرُست بچہ دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں سیاہی لگا دو تا کہ نظر نہ

لگے۔ ﴿حضرت ہشام ابن عروہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو

فرماتے: مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ ﴿علماء فرماتے ہیں کہ بعض نظروں میں

زہر یلا پن ہوتا ہے جو اثر کرتا ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح، ۶/۲۲۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کھیتوں وغیرہ کو نظر لگنے سے بچانے کا نسخہ

علامہ ابن عابدین شامی قُدس سرُّہ السامی لکھتے ہیں: اس بات میں کوئی حرج

نہیں ہے کہ کھیتی یا خر بوز اور تر بوز کے کھیت میں نظر بد سے بچاؤ کے لیے ہڈیاں لٹکائی

جائیں کیونکہ نظر بد مال، آدمی اور جانور سب کو لگ جاتی ہے اور اس کا اثر علامات سے ظاہر ہو جاتا ہے تو دیکھنے والا جب کھیتی کی جانب دیکھے گا تو اس کی نگاہ پہلے ہڈیوں پر پڑے گی کیونکہ وہ کھیت سے بلند ہوتی ہیں اس کے بعد کھیتی پر پڑے گی تو یوں اس کی نظر کا زہر وہیں ضائع ہو جائے گا اور کھیت کو نقصان نہیں پہنچے گا، حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ ہم کسان لوگ ہیں اور ہمیں اپنے کھیتوں پر نظر بد کا اندیشہ رہتا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھیتی میں ہڈیاں رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، ۶/۲۲۸، حدیث: ۱۱۷۵۳)

(رد المحتار، ۹/۶۰۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

نظر بد اونٹ کو دیگ میں اتار دیتی ہے

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَتُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقُدْرَ بَشْكٍ نَظَرُ مَرَدٍ وَتَقْبُرُ فِيهِ اَوْرَاثُ كَوْدِيْغٍ مِثْلُ دَاخِلٍ كَرْدِيْغٍ ہے۔ (جمع الجوامع، ۵/۲۰۴، حدیث: ۱۴۵۵۸)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

جلد نظر لگ جاتی ہے

حضرت سیدنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! اولادِ جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے، کیا میں انہیں جھاڑ پھونک کراؤں؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔

(ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء فی الرقیۃ من العین، ۴/۱۳، حدیث: ۲۰۶۶)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث پاک کے تحت وضاحت فرماتے ہیں: ﴿﴾ کیونکہ یہ بچے ظاہری باطنی خوبیوں والے ہیں اس لیے لوگ انہیں تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ بچے نظر کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ نظر کا اثر زہر سے زیادہ تیز اور سخت ہوتا ہے اس لیے تسرع (یعنی جلدی) فرمانا بالکل درست ہے۔ ﴿﴾ غالباً انہوں (یعنی حضرت سیدنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ہی نظر کا دم سیکھا ہوگا، اس کی اجازت چاہ رہی ہیں جو عطا ہوگئی۔ ﴿﴾ نظر بد بڑی موثر ہوتی ہے اگر کسی چیز سے تقدیر پلٹ جاتی تو نظر سے پلٹ جاتی۔ ﴿﴾ خیال رہے کہ غصہ کی نظر منظور میں ڈر پیدا کر دیتی ہے محبت کی نظر خوشی اسی طرح تعجب کی نظر بیماری پیدا کر سکتی ہے۔ ﴿﴾ رب تعالیٰ جس چیز میں چاہے تاثیر خاص پیدا فرما دے وہ قادرِ مطلق ہے۔ ﴿﴾ پھر جیسے بُری نظر بُرا اثر پیدا کرتی ہے یوں ہی صالحین مقبولین کی رحمت کی نظر منظور میں انقلاب (یعنی

تبدیلی پیدا کر دیتی ہے، نظر بد بیماریاں پیدا کرتی ہے تو نظر خوب بیماریاں دور کرتی ہے۔ شیطان نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا: اُنْظُرْنِیْ مجھے مہلت دے، اگر کہتا: اُنْظُرْ اِلَیَّ مجھے نظرِ رحمت سے دیکھ لے تو اس کا بیڑا پار ہو جاتا۔ (مرقات) ﴿حکایت﴾: ایک شخص نے کہا کہ میں نے بڑے بڑوں کو دیکھا کسی میں کچھ نہیں ہے۔ دوسرے نے کہا: مگر کسی نے تجھے نہ دیکھا، اگر کوئی نظر والا تجھے دیکھ لیتا تو تیرا یہ حال نہ ہوتا۔ الغرض نظر بڑی چیز ہے، کوئی نظر خانہ خراب کر دیتی ہے کوئی نظر خراب کو آباد کر دیتی ہے۔ شعر

نظر کی بولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اُٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

(مراۃ المناجیح، ۶/۲۴۱ بتغیر)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مُوئے مبارک کی بَرَکت سے نظر والے کو شفا مل جاتی

حضرت سیدنا عثمان بن عبد اللہ بن مَوْہَب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے پیالہ دے کر اُمّ المؤمنین حضرت سیدنا اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا، جب کسی آدمی کو نظریا کوئی شے لگ جاتی تو ان کے پاس لگن بھیجتے تھے۔ حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا موئے مبارک چاندی کی کچی (ڈبی) میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے

کچی میں جھانکا تو چند سرخ بال دیکھے۔

(بخاری، کتاب اللباس، باب ما یذكر فی الشیب ۴/ ۷۶، حدیث: ۵۸۹۶)

مفسرِ شہیر حکیمُ الْأُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنان نے اس حدیثِ پاک کے تحت جو وضاحت فرمائی ہے، اس سے حاصل ہونے والے مدنی پھول پیش خدمت ہیں: ﴿یعنی اہلِ مدینہ کو جب کوئی بیماری یا نظر بد یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو وہ کسی ایسے برتن میں جس میں کپڑے دھوئے جاتے تھے پانی بھیج دیتے﴾ غالباً آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) وہ بال شریف مع اس کچی کے پانی میں گھول دیتی تھیں، لوگ وہ پانی پیتے اور شفا پاتے۔ ﴿بال کی یہ سرخی خضاب کی نہ تھی بلکہ وہ بال خوشبوؤں میں رکھے گئے تھے یہ رنگ اسی خوشبو کا تھا۔﴾ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ حضراتِ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے بال شریف بَرکت کے لیے اپنے گھروں میں رکھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ اس بال شریف کا بہت ہی ادب و احترام کرتے تھے کہ اس کے لیے خاص کچی (ڈبی) یا پونگی بناتے اس میں خوشبو بساتے تھے کیونکہ یہ رنگت خوشبو کی تھی نہ کہ خضاب کی۔ تیسرے یہ کہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے بال شریف کو دافعِ بلا، باعثِ شفا سمجھتے تھے کہ انہیں پانی میں غسل دے کر شفاء کے لیے پیتے تھے، کیوں نہ ہو کہ جب (حضرت سیدنا) یوسف (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قمیص دافعِ بلا ہو سکتی ہے جیسا (کہ) قرآن کریم فرما رہا ہے:

اِذْهَبُوا بِقَبِيصِي الْحُ ۚ تَوْحُضُوا نَوْرَ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کے بال شریف بدرجہ اولیٰ دافع بلا ہو سکتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) حضور (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کے بال شریف کی زیارت کرنے جاتے تھے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوا۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۲۴۸)

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپشِ محشر میں
سایہ انگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو (حدائقِ بخشش، ۱۱۹)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب
مَغفرت ہو۔ 'امین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دودھ کو بھی نظر لگ سکتی ہے

حضرت سیدنا ابو حُمَیْد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نَقِیْع (ایک مقام کا نام) سے دودھ بھرا برتن سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لائے۔ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے ڈھک کیوں نہیں لیا اگرچہ اس پر لکڑی کھڑی کر دیتے۔

(بخاری، کتاب الاشربہ، باب شرب اللبن ۳/۵۸۶، حدیث: ۵۶۰۵)

دینہ

۱: پارہ 13 سورہ یوسف کی آیت 93 میں ہے: اِذْهَبُوا بِقَبِيصِي هٰذَا فَاقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اٰیٰتِ بَصِيْرًا ترجمہ کنز الایمان: میرا یہ کڑتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمُ الْأُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحَنّانِ اِس

حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: وہ حضرت کھلے برتن میں دودھ لائے تھے اس پر حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ فرمایا یعنی دودھ ڈھک کر لانا چاہیے تھا، اگر ڈھکنا نہ تھا تو اس کے اوپر لکڑی ہی کھڑی کر لیتے۔ ہمارے ہاں عوام میں مشہور ہے کہ دودھ اور دہی کو نظر بد بہت جلد لگتی ہے، اس پر لکڑی کھڑی کر لینی چاہیے۔ اس کی اصل یہ حدیث ہو سکتی ہے۔ خیال رہے دکانوں پر دودھ دہی کھلا رکھا رہتا ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں، کہیں لے کر جاؤ تو ڈھک لو۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۸۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بلا حساب جنت میں داخلہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں نے حج کے موسم میں تمام اُمتوں کو دیکھا، پس میں نے اپنی اُمت کو دیکھا کہ انہوں نے میدانوں اور پہاڑوں کو گھیر رکھا ہے، مجھے ان کی کثرت اور انداز نے تعجب میں ڈال دیا، مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ اس بات پر راضی ہیں؟ میں نے کہا: میں راضی ہوں۔ کہا گیا: ان کے ساتھ مزید 70 ہزار ہیں جو کسی حساب کے بغیر جنت میں

داخل ہوں گے، وہ جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، داغ نہیں لگواتے، بد فالی نہیں لیتے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ چنانچہ نبی رحمت، قاسمِ نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دُعا مانگی: ”یَا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔“ دوسرے صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: میرے لئے بھی دُعا کیجئے کہ

دینہ

۱: اس حدیث میں اس دَم کی نفی ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں کرواتے تھے (جس میں شرکِ الفاظ ہوتے تھے) لیکن جس دَم میں کتاب اللہ کے الفاظ ہوں تو ایسا دَم جائز ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی ایسا دَم کیا ہے اور ایسا دَم کرانے کا حکم دیا ہے اور یہ دَم توکل کے منافی نہیں ہے۔ (عمدة القاری، ۱۴/۶۹۰) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتمُ المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نظربد، ڈنک اور پھوڑے پھنسیوں کی صورت میں دَم کروانے کی اجازت دی۔ (مسلم ص ۱۲۰۶، حدیث ۲۱۹۶) مُحَقِّق عَلَی الْاِطْلَاق حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اَشَقَّةُ اللّٰمَعَات (فارسی) جلد ۳ صفحہ ۶۴۵ پر اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یاد رہے کہ تمام بیماریوں اور تکلیفوں میں دَم کرنا جائز ہے، صرف ان تین کے ساتھ مخصوص نہیں، خاص طور پر ان کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ دوسری بیماریوں کی نسبت ان تین میں دَم زیادہ مناسب اور مفید ہے۔ (اشعۃ اللامعات ۳/۶۴۵) میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۶۸ پر فرماتے ہیں: جائز تعویذ کہ قرآن کریم یا اسمائے الہیہ یا دیگر اذکار و دعوات (یعنی دُعاؤں) سے ہو اس میں اصلاً حرج نہیں بلکہ مُسْتَحَب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ“ یعنی تم میں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے۔“ (مسلم ص ۱۲۰۸، حدیث ۲۱۹۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاء والتماائم، ۶۲۸/۷، حدیث: ۶۰۵۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلٰی مُحَمَّد

بدشگونی سے کیونکر بچا جائے؟

بدشگونی ایک ہلاکت خیز باطنی بیماری ہے اس لئے اس کا علاج بہت ضروری ہے، اگر آپ سے کبھی بدشگونی پر عمل کا گناہ سرزد ہوا ہو تو سب سے پہلے اس سے توبہ کیجئے، اس کے بعد درج ذیل نسخوں پر عمل کیجئے اس بیماری پر قابو پانا بے حد آسان ہو جائے گا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

(۱) اسلامی عقائد کی معلومات حاصل کیجئے

علم سے وحشت دور ہوتی ہے، اسلامی عقائد کی ضروری معلومات رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اگر تقدیر پر ان معنوں پر ایمان رکھا جائے کہ ہر بھلائی، بُرائی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا۔ (بہار شریعت ۱/۱۱) تو بدشگونی دل میں جگہ ہی نہیں بنا سکتی کیونکہ جب بھی انسان کو کوئی نقصان پہنچے گا تو وہ یہ ذہن بنالے

مدینہ

۱۔ عقائد کے بارے میں مزید تفصیلات کے لئے بہار شریعت جلد اول (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کے حصہ اول کا مطالعہ کیجئے۔

گا کہ یہ میری تقدیر میں لکھا تھا نہ کہ کسی چیز کی نحوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔
 پارہ 27 سورة الحديد کی آیت 57 میں ارشاد ہوتا ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ
 وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ
 قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى
 اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ (پ ۲۷، الحديد: ۲۲)

ترجمہ کنز الایمان: نہیں پہنچتی کوئی مصیبت
 زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک
 کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا
 کریں، بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ!
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنا ذہن بنا لیجئے کہ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا
 ہے، کالی بلی کے راستہ کاٹنے یا گھر کی چھت پر اُلو کے بولنے سے ہمیں کچھ نقصان نہیں
 پہنچے گا، کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے سامنے سے کالی بلی نہیں گزرتی پھر بھی
 انہیں کوئی نہ کوئی نقصان اٹھانا پڑتا ہے لہذا کالی بلی میں کوئی نحوست نہیں ہے۔ سورہ توبہ
 میں اللہ عَزَّوَجَلَّ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ یوں کہا کریں:

لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ
 لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ
 فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾

ترجمہ کنز الایمان: ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ
 بات جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی، وہ
 ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ

(پ ۱۰، التوبہ: ۵۱) کرنا چاہئے۔

امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ القوی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: اس آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ ہمیں کوئی خیر و شر، خوف اور امید، شدت و سختی نہیں پہنچے گی مگر وہی کہ جو ہمارا مقدر ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔

(التفسیر الکبیر، ۶/۶۶)

رِزْق اور مصیبتوں کو لکھ دیا گیا ہے

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہر ایک جان کو پیدا فرمایا ہے اور اس کی زندگی، رِزْق اور مصیبتوں کو لکھ دیا ہے۔

(ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء لا عدوی ولا ہامة ولا صفر، ۴/۵۷، حدیث: ۲۱۵۰، ملقطاً)

لہذا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا اس بات پر یقینِ کامل ہونا چاہئے کہ رنج ہو یا خوشی! آرام ہو یا تکلیف! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو مشکلات، مصیبتیں، تنگیاں اور بیماریاں ہمارے نصیب میں نہیں لکھی گئیں وہ ہمیں نہیں پہنچ سکتیں۔

نقصان نہیں پہنچا سکتے

سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: یقین رکھو کہ اگر پوری اُمت اس پر متفق ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا

جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی اور اگر اس پر متفق ہو جائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا دیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز سے جو اللہ نے لکھی۔

(ترمذی، کتاب صفة القيامة، ۴/ ۲۳۱، حدیث: ۲۵۲۴، ملتقطاً)

مفسرِ شہیرِ حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنان نے اس حدیثِ پاک کے تحت جو وضاحت فرمائی ہے، اس سے حاصل ہونے والے مدنی پھول پیشِ خدمت ہیں: ﴿یعنی ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے۔ طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے، سانپ کا زہر جان لے سکتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا طے شدہ اس کی طرف سے (ہے)، حضرت یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نکیس نے دیدہ یعقوبی (یعنی حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں) کو شفا بخشی، حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مرنے والے بیمار اچھے کرتے تھے مگر اللہ کے اذن (یعنی اجازت) سے۔ ﴿لکھنے سے مراد لوح محفوظ میں لکھنا ہے اگرچہ وہ تحریرِ قلم کی مگر چونکہ اللہ کے حکم سے کی تھی اس لیے کہا گیا کہ اللہ نے لکھا مطلب ظاہر ہے کہ اگر سارا جہاں مل کر تمہیں کوئی نقصان دے تو وہ بھی طے شدہ پروگرام کے تحت ہوگا کہ لوح محفوظ میں یوں ہی لکھا جا چکا تھا ﴿خیال رہے کہ تدبیر بھی تقدیر میں آچکی ہے لہذا تدبیر سے غافل نہ رہو مگر اس پر اعتماد نہ کرو نظر اللہ کی قدرت و رحمت پر رکھو۔ (مراۃ المناجیح، ۷/ ۱۱۷)

(۲) توکل بہترین علاج ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اُس کے سپرد کر دینا توکل کہلاتا ہے لہذا جب بھی کوئی بدشگونی دل میں کھٹکے تو رب تعالیٰ پر توکل کیجئے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بدشگونی کا خیال دل سے جاتا رہے گا۔ رسولِ نذیر، سراجِ مُنیر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بد فالی لینا شرک ہے، بد فالی لینا شرک ہے، یہ بات تین بار ارشاد فرمائی (پھر فرمایا) اور ہر شخص کے دل میں اس کا خیال بھی آتا ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ توکل کے ذریعے اسے دُور فرما دیتا ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، ۲۳/۴، حدیث: ۳۹۱۰)

حافظ ابوالقاسم اصفہانی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَنِیِ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت کے ہر شخص کے دل میں ان میں سے کچھ نہ کچھ خیال آتا ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر اس شخص کے دل سے یہ خیال نکال دیتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرتا ہے اور اس بد فالی پر قائم نہیں رہتا۔

(الزواج عن اقتراح الکبائر، باب السفر، ج ۱/۳۲۵)

شراح بخاری علامہ اسماعیل بن محمد عجلونی علیہ رحمۃ اللہ القوی علامہ مناوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جس کا یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن کے بغیر کوئی چیز کسی چیز میں اثر نہیں کرتی، اس پر کسی بدشگونی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ (کشف الخفاء، ۱۱/۱)

(۳) کام سے نہ رکئے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرِّ و رصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں تین چیزیں لازماً رہیں گی: بد فالی، حسد اور بد گمانی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ ان کا کس طرح تدارک کرے؟ ارشاد فرمایا: جب تم حسد کرو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرو اور جب تم کوئی بد گمانی کرو تو اس پر جہ سے نہ رہو اور جب تم بد فالی نکالو تو اس کام کو کرلو۔ (المعجم الکبیر، ۳/۲۲۸، حدیث: ۳۲۲۷)

بدشگونی باطنی بیماری ہے

علامہ محمد عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فیض القدر میں لکھتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تینوں خصلتیں امراضِ قلب میں سے ہیں جن کا علاج ضروری ہے جو کہ حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔

(فیض القدر، ۳/۴۰۱، حدیث: ۳۴۶۵)

بُراشگون تمہیں واپس نہ کرے

حضرت سپدنا عروہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فال اچھی چیز ہے اور بُراشگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے۔

(ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرة، ۴/۲۵، حدیث: ۳۹۱۹)

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ بِدْرِ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ

رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: یعنی کہیں جا رہا تھا اور برائشگون ہوا تو واپس نہ آئے، چلا جائے۔ (بہار شریعت ۳/۵۰۴)

سفر سے نہ رُکے

منقول ہے کہ امیر المؤمنین مولانا مشکل کُشا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جب خارجیوں سے جنگ کیلئے سفر کا ارادہ کیا تو ایک مُنَجِّم (یعنی ستاروں کا علم رکھنے والا ایک شخص، نجومی) رُکاوٹ بنا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ تشریف نہ لے جائیے، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا: اس وقت چاند عُقْرُب (آسمان کے برجوں میں سے ایک بُرج کا نام) میں ہے اگر آپ اس وقت تشریف لے گئے تو آپ کو شکست ہو جائے گی۔ یہ سن کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جواب دیا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نجومیوں پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے، میں اللہ عزَّ وَّجَلَّ پر توکل کرتے ہوئے اور تمہاری بات کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ضرور سفر کروں گا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر جہاد پر تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے بعد سب سے زیادہ بَرَکت اس سفر میں عطا فرمائی تھی کہ تمام دشمن مارے گئے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

الْكَرِيمُ فتح کے ساتھ خوش خوشی واپس تشریف لائے۔

(غذاء الألباب فی شرح منظومة الآداب، ۱۹۱/۱)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کسى اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب
مغفرت ہو۔ 'امین بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأُمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

بدشگونی پر عمل نہ کرو

اعلیٰ حضرت، مجیدِ دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن
لکھتے ہیں: شریعت میں حکم ہے: إِذَا تَطَيَّرْتُمْ فَأَمْضُوا یعنی جب کوئی شگونِ بدگمان میں
آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔ (فتح الباری، کتاب الطب، باب الطیرة، ۱۱/۱۸۱)
(فتاویٰ رضویہ، ۲۹/۶۴۱ ملخصاً)

کام نہ کرنے کا بھی اختیار ہے

کسی چیز کا منحوس ہونا مشہور ہو تو اس کام کو نہ کرنے کا بھی اختیار ہے لیکن
بدشگونی پر اعتقاد ہرگز نہ رکھا جائے، اعلیٰ حضرت، مجیدِ دین و ملت شاہ امام احمد
رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: جسے عام لوگ نحس (یعنی منحوس) سمجھ رہے ہیں اس
سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسبِ تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے ان کا باطل عقیدہ اور مستحکم
ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اس کے دل میں بھی وسوسہ
ڈالے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۲۶۷)

گناہوں کے سبب ہشی مصیبت آتی ہے

مصیبت آنے پر دل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرانے، صبر پر استقامت پانے اور غلط قدم اٹھانے سے خود کو بچانے کیلئے توبہ و استغفار کرتے ہوئے یہ ذہن بھی بنائیے کہ ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اُس کا سبب ہمارے اپنے ہی کُرتوت ہیں نہ کہ کسی کی نحوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، پارہ 25 سورۃ الشوریٰ کی 31 ویں آیت کریمہ میں ارشادِ باری ہے:

وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ (پ ۲۵، الشوریٰ ۳۰)

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: 'یہ خطاب مؤمنین مُکَلِّفین سے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، مراد یہ کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مؤمنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں ان تکلیفوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اُس کے رَفْعِ دَرَجَات (یعنی بلندی دَرَجَات) کیلئے ہوتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہاتھوں ہاتھ سزا

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم پر آنے والی مصیبت ہمارے گناہوں کی سزا ہوتی ہے، چنانچہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ عُقُوبَةَ ذَنْبِهِ** یعنی اللہ عزوجل جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے گناہ کی سزا فوری طور پر اُسے (دنیا ہی میں)

دے دیتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ۶۳۰/۵ حدیث: ۱۶۸۰۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۴) مختلف وظائف کا معمول بنالیجئے

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: اس قسم (یعنی بدشگونی وغیرہ) کے خطرے و ثو سے جب کبھی پیدا ہوں اُن کے واسطے قرآن کریم و حدیث شریف سے چند مختصر و بیشمار نافع (فائدہ دینے والی) دعائیں لکھتا ہوں انہیں ایک ایک بار خواہ زائد (یعنی ایک سے زیادہ مرتبہ) آپ اور آپ کے گھر میں پڑھ لیں۔ اگر دل مٹختہ ہو جائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر ورنہ جب وہ وسوسہ پیدا ہو ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اللہ و رسول (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا چھوٹا۔ چند بار میں بِعَوْنِ تَعَالٰی (یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد سے) وہ وہم بالکل زائل (یعنی ختم) ہو جائے گا اور اصلاً کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ دعائیں یہ

ہیں:

﴿لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾

(ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لیے اللہ نے لکھ دی وہ ہمارا مولیٰ، اور اللہ ہی پر بھروسا

کرنا لازم) (پ ۱۰، التوبة: ۵۱)

﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنانے والا)

(پ ۴، آل عمران: ۱۷۳)

﴿اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِإِحْسَنَاتٍ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ﴾ (الہی! اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بُری باتیں کوئی

دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور طاقت نہیں مگر تیری طرف سے)

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، باب ما يقول الرجل اذا تطير، ۷/۸۷، حدیث: ۲۰۱)

﴿اللَّهُمَّ لَا طَيْرًا إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا خَيْرًا إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ﴾ (الہی! تیری

فال فال ہے اور تیری ہی خیر خیر اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔) (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب

الدعاء، باب ما يقول الرجل اذا نطق الغراب، ۷/۱۴۲، حدیث: ۱)

(فتاویٰ رضویہ، ۲۹/۶۴۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ! نیکی کی دعوت کامدنی کام جاری رکھنے کے لئے تبلیغ

قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی ستنوں بھرے اجتماعات، مدنی

قافلوں، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت، مدنی تربیتی کورس، فرض علوم کورس، مدنی چینل اور درسِ فیضانِ سنت وغیرہ کے ذریعے خوب سرگرم عمل ہے، آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اس کی برکت سے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیر محسوس طور پر آپ کے کردار کا حصہ بننے چلے جائیں گے۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرے اور سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ سنتوں بھرا سفر کرے۔ اِنْ مَدَنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے سابقہ طرزِ زندگی پر غور و فکر کا موقع ملے گا اور دلِ عاقبت کی بہتری کے لئے بے چین ہو جائے گا، جس کے نتیجے میں گناہوں کی کثرت پر ندامت ہوگی اور توبہ کی سعادت ملے گی۔ عاشقانِ رسول کے ہمراہ مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ لبِ پروردِ پاک کا ورد ہوگا اور زبانِ تلاوتِ قرآن اور ذکر و نعت کی عادی بن جائے گی، غصے کی جگہ نرمی، بے صبری کی جگہ صبر و تحمل، تکبر کی جگہ عاجزی اور احترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا۔ دنیاوی مال و دولت کے لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، الغرض بار بار راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ آپ کی ترغیب و تحریص کے لئے عاشقانِ رسول کی صحبت کی برکت سے مملو (یعنی بھری ہوئی) ایک مدنی بہار آپ کے گوش

گزار کرتا ہوں، چنانچہ

نشے کی عادت بد چھوٹ گئی

عطار آباد (جیکب آباد، باب الاسلام سندھ) کے علاقے ٹھل سے تعلق رکھنے والے اسلامی بھائی کا بیان کچھ یوں ہے: پہلے میں غلط عقائد کا حامل اور اخلاقی برائیوں کی دلدل میں دھنسا ہوا تھا، روزانہ رات کو 8 سے 12 بجے تک بھنگ، چرس اور شراب وغیرہ کا نشہ کیا کرتا پھر بد مست ہو کر گھر پہنچتا اور بستر پر بے سدھ ہو کر سو رہتا۔ میری ماں میری حالت دیکھ کر روتی رہتی اور مجھے سمجھاتی لیکن مجھ پر ذرا بھی اثر نہ ہوتا۔ پھر غالباً 2010ء میں ہمارے علاقے میں سیلاب آیا تو ہم نے ایک محفوظ مقام پر پناہ لی۔ وہاں میں شدید بیمار ہو گیا حتیٰ کہ مجھے خون کی الٹیاں آنے لگیں۔ میری خوش نصیبی کہ اسی دوران میری ملاقات ایک دعوتِ اسلامی والے سے ہو گئی جس نے مجھ پر انفرادی کوشش کی اور میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار مدنی قافلے میں سکھر کی طرف سفر کیا۔ مجھے بد عقیدگی اور نشے کی عادتِ بد سے توبہ کی توفیق ملی، پھر راہیں کھلتی چلی گئیں۔ مدنی کام کرتے کرتے مجھے حصولِ علم دین کا ایسا شوق ہوا کہ میں نے لاڑکانہ فاروق نگر میں جامعۃ المدینہ میں داخلہ لے لیا، کچھ عرصے بعد باب المدینہ کراچی منتقل ہو گیا۔ تادم بیان جامعۃ المدینہ فیضانِ مشاق باب المدینہ (کراچی) میں درجہ ثانیہ کا طالب العلم ہوں۔

اچھی نیت کا پھل پاؤ گے بے بدل سب کرو نیتیں قافلے میں چلو
دُور بیماریاں اور ناداریاں ہوں نلیں مشکلیں قافلے میں چلو
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیک فال یا اچھا شگون لینا

نیک فال یا اچھا شگون لینا بدشگونی کی ضد ہے یعنی کسی چیز کو اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھنا اور یہ مُسْتَحَب ہے، مثلاً بزرگانِ دین کی زیارت ہونا، بُدھ کے دن نیا سبق شروع کرنا، پیر اور جمعرات کو سفر شروع کرنا۔ ہمارے مکی مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نیک فال لینا پسند تھا چنانچہ ارشاد فرمایا: بد فالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی: فال کیا چیز ہے؟ فرمایا: ”اچھا کلمہ جو کسی سے سنے۔“ (بخاری، کتاب الطب، باب الطیْرۃ، ۴/۳۶، حدیث: ۵۷۵۴)

صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بدرُ الطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا، یہ فال حَسَن ہے۔

(بہار شریعت ۳/۵۰۳)

اچھا معلوم ہوتا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کسی کام کے لیے نکلتے تو یہ بات حضور (صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

وسلّم) کو پسند تھی کہ یا راسل (اے ہدایت یافتہ)، یا نجیح (اے کامیاب) سنیں۔

(ترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی الطیورۃ، ۳/۲۲۸، حدیث: ۱۶۲۲)

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ بِدْرُ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اس وقت اگر کوئی شخص ان ناموں کے ساتھ کسی کو پکارتا یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی فال نیک ہے۔ (بہار شریعت، ۳/۵۰۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مشرکین نے مسلمانوں سے صلح کرنے کے لیے سہیل بن عمرو (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) کو بھیجا، ان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (نیک فال لیتے ہوئے) صحابہ سے فرمایا: قَدْ سَهِّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ ابْتِمَارَ كَامِ آسَانَ هُوَ كَامِ۔ (بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، ۲/۲۲۶، حدیث: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲ ملخصاً)

شرح بخاری حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب ارشاد الساری میں لکھتے ہیں: یعنی یہ نیک فال تھی اور نبی پاک صلی اللہ

مدینہ

۱: صلح حدیبیہ کا تفصیلی احوال پڑھنے کے لئے سیرت مصطفیٰ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) صفحہ 346 تا 364 مطالعہ کیجئے۔

تعالیٰ علیہ والہ وسلم نیک فال کو پسند کرتے تھے۔ (ارشاد الساری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، ۶/۲۲۹) علامہ ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس فرمان رسول کے تحت لکھتے ہیں: یہ فرمان عالیشان اچھے نام سے اچھا شگون لینے کے مُسْتَحَب ہونے پر دلیل ہے۔ (کشف المشکل عن حدیث الصحیحین ۱/۱۰۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اچھا شگون لیا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بدشگونی نہیں لیتے تھے لیکن آپ (نیک) فال لیتے، حضرت سیدنا بیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ بنو سہم کے 70 سواروں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: بُرَیْدَةُ، تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مڑ کر فرمایا: بَرَدًا اَمْ رَنَّا وَصَلَحَ، ہمارا معاملہ ٹھنڈا اور اچھا ہو گیا، پھر فرمایا: تم کن لوگوں سے ہو؟ انھوں نے کہا: اَسْلَمُ سے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: سَلِمْنَا، ہم سلامتی سے رہیں گے، پھر فرمایا: تم کس قبیلہ سے ہو؟ انھوں نے کہا: بَنُو سَهْم سے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: خَرَجَ سَهْمُنَا ہمارا حصہ نکل آیا۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ۱/۲۶۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اچھے نام والے سے کام لیا

سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک دن ایک اونٹنی منگوائی اور فرمایا: اسے کون دے (یعنی دودھ نکالے) گا؟ ایک شخص نے عرض کی: میں۔ دریافت فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: مُرَّة (یعنی کڑوا)۔ فرمایا: تم بیٹھ جاؤ۔ ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ نام پوچھا تو اس نے اپنا نام جَمُرَّة (یعنی انگارہ) بتایا۔ اسے بھی بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ اب حضرت سیدنا یعیش غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور دریافت کرنے پر اپنا نام بَعِیش (یعنی زندگی گزارنے والا) بتایا تو ارشاد ہوا: تم اونٹنی کو دے دو (یعنی اس کا دودھ نکالو)۔

(المعجم الكبير، ۲۲/۲۷۷، حدیث: ۷۱۰)

پرندوں اور جانوروں سے نیک فال نہیں لے سکتے

نیک فال صرف کسی اچھی بات، نیک شخص کی زیارت یا بابرکت ایام مثلاً ایام عید، پیر شریف وغیرہ سے لے سکتے ہیں پرندے اور جانوروں سے جس طرح بُرا شگون لینا منع ہے اسی طرح نیک فال لینے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے: اہل عرب کے نزدیک فال اور بدشگونی کا معاملہ ایک تھا، سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فال کو برقرار رکھا اور بدشگونی کو باطل قرار دیا۔ امام محمد رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: فال اور بدشگونی میں فرق کا بیان ضروری ہے، اس سلسلے میں بہتر بات یہ ہے کہ انسانی رُوح درندوں اور پرندوں کی رُوحوں سے زیادہ

قوی اور صاف ہوتی ہے لہذا انسان کی زبان پر جاری ہونے والے کلمے سے استدلال کرنا (فال لینا) ممکن ہے لیکن پرندوں کے اڑنے یا درندوں کی کسی حرکت سے کسی بات پر استدلال کرنا (یعنی اچھا یا برا شگون لینا) ممکن نہیں کیونکہ ان کی رُوں کمزور ہوتی ہیں۔ (تفسیر کبیر، ۵/۳۴۴)

اس میں خیر اور شر کی کیا بات ہے؟

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ایک دن ہم لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھے تھے۔ ہمارے پاس سے ایک پرندہ چھپھٹا ہوا گزرا۔ مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے کہا: خیر ہی ہوگی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فوراً اس کی اصلاح فرمائی اور کہا: نہ خیر ہوگی نہ شر ہوگا۔ (یعنی ایک پرندہ چھپھٹتے ہوئے اڑ رہا ہے تو اس میں خیر اور شر کی کیا بات ہے؟) (فیض القدیر، ۵/۲۹۴، تحت الحدیث: ۷۱۰۱)

ناگواری کا اظہار کیا

امام طاووس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شخص کے ہمراہ سفر میں تھے، اس نے کوئے کی آواز سنی تو کہا: خیر ہوگی۔ یہ سنتے ہی آپ نے ناگواری سے فرمایا: ائِیْ خَیْرٍ عِنْدَ هٰذَا اَوْ شَرٍّ لَا تَصْحَبْنِیْ اِسْ مِیْنِ خَیْرِ اِشْرَکِیْ کُنْیْ بَاتِ هَیْ! میرے ساتھ مت جاؤ۔

(مصنف عبدالرازق، کتاب الجامع، باب الطیرۃ ایضاً، ۱۰/۲۴، رقم: ۱۹۶۸۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ان کا انا مال حسن تھا

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اپنے دوسرے سفرِ مدینہ کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اب یہاں کامران (ایک جگہ کا نام) میں نو دن ہو چکے۔ کل جہاز پر جانا ہے۔ دفعۃً (یعنی اچانک) رات کو میرے سب ساتھیوں کو دردِ شکم (یعنی پیٹ کا درد) و اسہال (اس۔ ہال، یعنی پیچش) عارض (یعنی لاحق) ہوا، میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت (یعنی رفع حاجت) کو مجھے جانا ہوا، دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا، باہر خڑکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آ کر دیکھا کرتے۔ میرے بھائی ننھے میاں سلمہ (یعنی علامہ محمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ) کو اندیشہ ہوا اور غم کر لیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو۔ مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا: اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور حج کا وقت قریب ہے مَعَآذَ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ (یعنی نقصان) ہوگا۔ کہا: ”اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے اگر انہیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اٹھا (یعنی پوشیدگی) میں نہ ٹھہرے گا؟“ میں نے کہا: ذرا ٹھہرو! میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِسْتِمْدَاد (یعنی مدد طلب) کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحبِ سجادہ نشین سرکارِ بانسہ شریف کے اولاد اُنحاج حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہو گیا تھا، سامنے سے تشریف لائے۔

ان کی تشریف آوری فالِ حَسَن (یعنی نیک شگون) تھی۔ میں نے ان سے بھی دُعا کو کہا، انہوں نے بھی دُعا فرمائی۔ مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے، اب جو مکان میں جا کر دیکھا بِحَمْدِ اللہ سب کو ایسا تندرُست (شَن۔ دُرُست) پایا کہ گویا مَرَض ہی نہ تھا، درد وغیرہ کیسا! اس کا ضَعْف بھی نہ رہا۔ سب ڈھائی تین میل پیادہ (یعنی پیدل) چل کر سَمُندر (سَمُن۔ دَر) کے کنارے پہنچے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۸۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مَغفرت ہو۔ 'امین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بدشگونى اور اچھے شگون میں فرق

ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ بدشگونى لینا شُرْعاً ممنوع اور اچھا شگون لینا مُسْتَحَب ہے، اس کے علاوہ ❀ اچھا شگون لینا ہمارے مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا طریقہ ہے جبکہ بدشگونى کفارِ ناجار کا شیوہ ہے ❀ اچھا شگون لینے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رحم و کرم سے اچھائی اور بھلائی کی امید ہوتی ہے جبکہ بدشگونى سے ناامیدی پیدا ہوتی ہے ❀ نیک فال سے دل کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے جو ہر کام کی جدوجہد اور تکمیل کے لیے ضروری ہے جبکہ بدشگونى سے بلاوجہ رنج و تروید پیدا ہوتا ہے ❀ نیک فالی انسان کو کامیابی، حرکت اور ترقی کی طرف لے جاتی ہے جبکہ بدشگونى سے مایوسی، سُستی اور کامیابی پیدا ہوتی ہے جو تنزُّلی کی طرف لے جاتی ہے۔

خلاصہ کتاب

❁ کسی شخص، جگہ، چیز یا وقت کو منحوس جاننے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں یہ محض وہی خیالات ہوتے ہیں۔

❁ شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وقت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ اگر اچھا سمجھا تو اچھا شگون یا نیک فال ہے اور اگر بُرا سمجھا تو بد شگون ہے۔

❁ نیک فال لینا مُسْتَحَب ہے، بد فالی (یا) بد شگونی لینا شیطانی کام ہے۔

❁ بد شگونی پر گناہ اس وقت ہوگا جب اس کے تقاضے پر عمل کر لیا اور اگر اس خیال کو کوئی اہمیت نہ دی تو کوئی الزام نہیں۔

❁ بد شگونی لینا عالمی بیماری ہے، مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے بد شگونیاں لیتے ہیں۔

❁ بد شگونی انسان کے لئے دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے بے حد خطرناک ہے۔

❁ بد شگونی سے ایمان بھی ضائع ہو سکتا ہے۔

❁ بد شگونی لینا مسلمان کو زیب نہیں دیتا بلکہ یہ غیر مسلموں کا پُرانا طریقہ ہے۔

❁ دورِ حاضر میں بھی بہت سے غلط سلط اعتقادات، توہمات اور ناجائز رسومات زور پکڑتی جا رہی ہیں جن کا تعلق بد شگونی سے بھی ہوتا ہے مثلاً ماہِ صفر کو منحوس جاننا، چھینک کو منحوس جاننا، ستاروں کے اثرات پر یقین رکھنا، مسلسل بیٹیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنا، گھر میں پیدیتہ کا دَرخت لگانے کو منحوس سمجھنا، شوال یا مخصوص تاریخوں

میں شادی کو منحوس جاننا، عورت گھر اور گھوڑے کو منحوس سمجھنا وغیرہ۔

✽ استخارہ کرنا جائز و مستحسن ہے۔

✽ نظر لگنا ایک حقیقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

✽ اسلامی عقائد کی معلومات حاصل کر کے، اللہ عَزَّوَجَلَّ پر سچا توکل کر کے،

بدشگونی کے تقاضے پر عمل نہ کر کے اور مختلف وظائف کے ذریعے بدشگونی کا علاج کیا جاسکتا ہے۔

تفصیلات کے لئے کتاب کا مکمل مطالعہ کیجئے

زاهد کون؟

امیر المؤمنین حضرت سید نامولیٰ مشکل کشا، علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص تمام رُوءِ زمین کا مال حاصل کرے اور اس کا ارادہ رضائے خداوندی کا حصول ہو تو وہ **زاهد** ہے اور اگر سارا مال چھوڑ دے لیکن رضائے خداوندی مقصود نہ ہو تو وہ **زاهد** نہیں ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل و ذم المال، ج ۳، ص ۳۲۵ ملخصاً)

فہرس

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
33	یہ تمہارے ذہن کا وہم ہے	6	قیامت کا نور
34	پرندے بھی تقدیر کے مطابق ہی اڑتے ہیں	6	منحوس کون؟
34	بدفالی کی کچھ حقیقت نہیں ہے	8	کیا کوئی شخص منحوس ہو سکتا ہے؟
36	کیا گھر بدلنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے؟	9	گناہوں کا مجموعہ
36	بدشگونی لینا میرا وہم تھا	10	شگون کی قسمیں
38	تیروں سے فال نہ نکالو	11	اچھے بڑے شگون کی مثالیں
38	پانے سے ڈالنا گناہ کا کام ہے	12	شیطان کا کام
39	قرآنی فال نکالنا ناجائز ہے	12	بدشگونی حرام اور نیک فال لینا مستحب ہے
40	ایک عبرت انگیز حکایت	13	اہم ترین وضاحت
41	انہوں نے بھی فال کا تیر نہیں پھینکا	14	ناؤک ترین معاملہ
41	فال کے تیر کس طرح کے تھے؟	15	شرک میں آلودہ ہو گیا
43	فال کھولنے اور اس پر اجرت لینے کا حکم	15	بدشگونی کی مختلف شکلیں
44	استخارہ سکھاتے تھے	18	بدشگونی کے نقصانات
44	استخارہ کرنے والا نقصان میں نہیں رہے گا	19	وہ ہم میں سے نہیں
45	استخارہ چھوڑنے کا نقصان	19	بلند درجوں تک نہیں پہنچ سکتا
45	استخارہ کن کاموں کے بارے میں ہوگا؟	20	بدشگونی کے بھی ناک نتائج
46	اس کام کا مکمل ارادہ نہ کیا ہو	22	آسمان پر سے کاغذ کا پرزہ گرا
47	استخارہ کے مختلف طریقے	24	بدشگونی لینا غیر مسلموں کا طریقہ ہے
47	نماز استخارہ کا طریقہ		فرعونیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
49	نماز استخارہ میں کون سی سورتیں پڑھیں؟	24	منحوس جاننا
49	اشارہ کیسے ملے گا؟		قوم شمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو
50	سات مرتبہ استخارہ کرنا بہتر ہے	25	منحوس کہا
50	اگر اشارہ نہ ہو تو؟	26	مبلغین کو منحوس کہنے والے بد بخت لوگ
51	صرف دُعا کے ذریعے استخارہ		یہود و منافقین نے آمدِ مصطفیٰ سے
51	استخارہ کی مختصر دعائیں	29	بدشگونی لی
	اگر استخارے کے بعد بھی نقصان اٹھانا	30	یثرب مدینہ بنا
52	پڑے تو؟	32	برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہئے
53	دریائے نیل کے نام خط	32	مشرکین بدشگونی لیا کرتے تھے

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
73	بیٹیوں کی پرورش کے فضائل	55	افسوس ناک صورت حال
75	مدنی آقا علیہ السلام کی بیٹیوں پر شفقت	55	ماہِ صفر کو منحوس جاننا
77	مکان میں نئے بچے کی ولادت کو منحوس جاننا	56	عربوں میں ماہِ صفر کو منحوس سمجھا جاتا تھا
78	گر بہن سے جڑے ہوئے تو ہمت	57	صفر کچھ نہیں
	گر بہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا	58	کوئی دن منحوس نہیں ہوتا
80		59	صفر المظفر کا آخری بدھ منانا
81	ہمیں کیا کرنا چاہئے		صفر کے مہینے میں پیش آنے والی
82	عورت گھر اور گھوڑے کو منحوس جاننا	60	چند تاریخی واقعات
83	حضرت عائشہ صدیقہ کا موقف	60	چھینک سے بدشگونی لینا
84	فتاویٰ رضویہ کا ایک سوال جواب	61	شوال میں شادی نہ کرنا
84	میت کو غسل دینے کے بعد گھڑا توڑ دینا		مخصوص تاریخوں میں شادی نہ کرنے
85	نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی؟	62	کے بارے میں سوال جواب
87	کیا کسی کو نظر لگ سکتی ہے؟		ستاروں کے اچھے برے اثرات پر
89	رحمت عالم کو نظر لگانے کی کوشش نا کام رہی	63	یقین رکھنا کیسا؟
91	نظر حق ہے	64	کچھ مومن رہے کچھ کافر ہو گئے
92	کھیتوں وغیرہ کو نظر لگنے سے بچانے کا نسخہ	65	جس ستارے کو جہاں چاہے پہنچا دے
93	نظر بد اونٹ کو دیگ میں اتار دیتی ہے	67	نجومیوں کے ڈھکوسلے
94	جلد نظر لگ جاتی ہے	68	بدشگونی کی ترویج
95	موئے مبارک کی برکتیں	68	نجومی کو ہاتھ دکھانا
97	دودھ کو بھی نظر لگ سکتی ہے	69	کابنوں کی بعض باتیں درست ہونے کی وجہ
98	بلا حساب جنت میں داخلہ		نجومی کے پاس جانے والوں کے لئے
100	بدشگونی سے کیونکر بچا جائے؟	70	سبق آموز حکایت
100	اسلامی عقائد کی معلومات حاصل کیجئے		سر جری کے ذریعے ہاتھوں کی لکیریں
101	وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے	70	بدلنے والے نادان
102	رزق اور مصیبتوں کو لکھ دیا گیا ہے	71	گھر میں پیپہ کا درخت لگانے کو منحوس سمجھنا
102	نقصان نہیں پہنچا سکتے	72	مسلسل لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنا

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
113	نیک فال یا اچھا شگون لینا	104	توکل بہترین علاج ہے
113	اچھا معلوم ہوتا	105	کام سے نہ رکئے
114	اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے	105	بدشگونی باطنی بیماری ہے
115	اچھا شگون لیا	105	بُرا شگون تمہیں واپس نہ کرے
116	اچھے نام والے سے کام لیا	106	سفر سے نہ رُکے
116	نیک فال کس سے لی جائے؟	107	بدشگونی پر عمل نہ کرو
117	اس میں خیر اور شر کی کیا بات ہے؟	107	کام نہ کرنے کا بھی اختیار ہے
117	ناگواری کا اظہار کیا	108	گناہوں کے سبب بھی مصیبت آتی ہے
118	ان کا آنا فال حسن تھا	109	ہاتھوں ہاتھ سزا
119	بدشگونی اور اچھے شگون میں فرق	109	مختلف وظائف کا معمول بنا لیجئے
120	خلاصہ کتاب	112	نشے کی عادت بد چھوٹ گئی

ماخذ و مراجع

مکتبہ المدینہ	مکتبہ المدینہ	مکتبہ المدینہ
مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی	کلام الہی	قرآن مجید
مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	کنز الایمان
پیر بھائی کپتن، لاہور	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نور العرفان
مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	تفسیر خزان العرفان
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	تفسیر نعیمی
دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	تفسیر کبیر
دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ	ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	روح المعانی
پشاور	شیخ احمد بن ابی سعید ملا حیون جو پوری، متوفی ۱۴۳۰ھ	التفسیرات الاحمدیہ
دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ	ابوعبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	الجامع لاحکام القرآن القرطبی
کوئٹہ ۱۴۱۹ھ	مولیٰ الروم شیخ اسماعیل حق بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	روح البیان
دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	صحیح البخاری
دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۹ھ	امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	صحیح مسلم

سنن الترمذی	امام ابوبکر بن محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث جرجانی، متوفی ۲۵۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ
المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المسند رک	امام ابوعبد اللہ محمد حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ
المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ
جمع الجوامع	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
التیسیر بشرح الجامع الصغیر	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض ۱۴۰۸ھ
السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن یحییٰ، متوفی ۲۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
مصنف عبدالرزاق	امام ابوبکر عبدالرزاق بن حماد بن ناغض صغانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
الترغید	امام عبد اللہ بن مبارک مروزی، متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن یلبان، متوفی ۴۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
کنز العمال	امام علی قلی بن حسام الدین ہندی، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملاح علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
فیض القدیر	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
مراۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
نزهة القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	فرید بک اسٹال لاہور ۱۴۲۱ھ
ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۴۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
اشعة المذہبات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
عمدة القاری	امام بدر الدین ابومحمد محمود بن یحییٰ، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
الطریقۃ المحمدیہ	امام محمد آنقزی زوی برکلی، متوفی ۹۸۱ھ	تورپہ رضویہ رواد آباد فیصل آباد ۱۹۷۷ء
مسند الفردوس	الحافظ شیریں بن شہر دار بن شیر و الدیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ	ابوسعید محمد بن مصطفیٰ نقشبندی حنفی، متوفی ۱۱۷۶ھ	شرکت صحافی عثمانیہ ۱۳۱۸ھ
حدیقہ نندیہ شرح طریقہ محمدیہ	سیدی عبدالغنی ناناسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور

اعظمیہ	ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان، متوفی ۳۶۹ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
شرح العلامة الزرقانی	محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
کشف الخفاء	شیخ محمد بن علی العجلونی ۱۱۶۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
کشف المشکل عن حدیث النسخین	ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی، المتوفی ۵۹۷ھ	دارالنشر، ۱۴۱۸ھ
الاستیعاب فی معرفۃ الاسحاب	ابو یوسف عبداللہ بن محمد بن عبدالبر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابوبکر عثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
رد المحتار	محمد ابن ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۳ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
تنقیح الفتاویٰ الھامیہ	محمد ابن ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۳ھ	مکتبہ حقایق پشاور
فتاویٰ ضویہ (مخرجہ)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۱۸ھ
بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ المدینہ باب المدینہ
الزوائد جزمی اقتراف الکبار	احمد بن محمد بن علی بن حجر کلبی، متوفی ۹۷۴ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
ادب الدین والدین	لابی الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری المودری، المتوفی ۴۵۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۸ھ
تاریخ دمشق	ابن عساکر، المتوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ
البدایہ والنہایہ	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
اکمال فی التاریخ	ابن الاثیر الجزیری، المتوفی ۶۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
سیرت ابن عبدالکلام	ابو محمد عبداللہ بن عبدالکلام، المتوفی ۲۱۴ھ	مکتبہ وہبہ
عمل الیوم واللیل	احمد بن محمد المعروف بابن السنی، المتوفی ۳۶۴ھ	دارالمکتبہ للثقافت الاسلامیہ بیروت
حیاء الانبیاء الکبریٰ	کمال الدین محمد بن موسیٰ دبیری، متوفی ۸۰۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
نذراء الاباب شرح منظومۃ الآداب	محمد بن احمد بن سالم السفارینی الحسینی	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ
المسنن الکبریٰ	امام عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ
نوادیر الاصول	ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبہ امام بخاری
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی
المفہوم (ملفوظات علی حضرت)	شہزادہ اعلیٰ حضرت محمد مصطفیٰ رضا خان، متوفی ۱۴۰۲ھ	مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی
وسائل بخشش	امیر اہلسنت حضرت علامہ محمد الیاس عطارد قادری مدظلہ العالی	مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فیضان سنت	امیر اہلسنت حضرت علامہ محمد الیاس عطارد قادری مدظلہ العالی	مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی
جنتی زیور	حضرت علامہ عبدالعظیمی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی
تجلیات امام احمد رضا خان	خلیفہ مفتی اعظم ہند الحاج قاری محمد امانت رسول قادری	رضا اکیڈمی لاہور

بیادِ اکرام کے آٹھ حروف کی نسبت سے وسوسوں کے ۸ علاج

(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رُجوع کیجئے۔ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شیطان سے نجات کے لیے

امداد طلب کیجئے اور ذکرِ اللہ شروع کر دیجئے)

(۲) اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھئے۔

(۳) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھئے۔

(۴) سُورَةُ النَّاسِ کی تلاوت کیجئے۔

(۵) اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ کہئے۔

(۶) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(پ ۲۷ الحديد ۳) کہئے، ان سے فوراً وسوسہ دفع ہو جاتا ہے۔

(۷) سُبْحَنَ الْمَلِكِ الْخَلَّاقِ، ﴿اِنْ يَّشَآئِذْ هَبْنٰكُمْ وَيَاۤتِ بِخَلْقٍ جَدِيۡدٍ﴾

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۲۰﴾ (پ ۱۳ ابراہیم آیت ۲۰، ۱۹) کی کثرت اسے یعنی

وسوسے کو جڑ سے قطع کر (یعنی کاٹ) دیتی ہے۔ (مُلَخَّصٌ اَزْ قِطَآءِی رِضْوِیِّہٖ مُخَرَّجہ

۷۷۰/۱، ۱) (اس دعا کے حصہ آیت کو آپ کی معلومات کیلئے مُنَقَّشٌ ہلالین اور رسم الخط کی تبدیلی

کے ذریعے واضح کیا ہے)

(۸) مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْاُمّتِ مفتی احمد یار خان علیہ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

”صوفیائے کرام رَحْمَتُہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ جو کوئی صبح شام اِکْبِیْسِ اِکْبِیْسِ بار

”لا حول شریف“ پانی پر دم کر کے پی لیا کرے تو اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وسوسہ شیطانی

سے بہت حد تک اَمَن میں رہے گا۔“ (مراۃ المناجیح، ۱/۸۷)

مُحِيطِ دِل پہ ہوا ہائے نَفْسِ اُتارہ دماغ پر مرے ابلیس چھا گیا یارب

رہائی مجھ کو ملے کاش! نفس و شیطاں سے

ترے حبیب کا دیتا ہوں واسطہ یارب (وسائل بخشش، ص ۵۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اگر وسوسے کسی صورت نہ جائیں تو.....

اگر وظائف و اعمال سے شیطان کے وسوسوں سے چھٹکارا نہ ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ منہاج العابدین میں حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیّدنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ ہے: اگر آپ یہ محسوس کریں کہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنے کے باوجود شیطان پیچھا نہیں چھوڑ رہا اور غالب آنے کی کوشش میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کو آپ کے مُجاہدے، قُوّت اور صبر کا امتحان مَطْلُوب ہے، یعنی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آزما رہا ہے کہ آپ شیطان سے مقابلہ اور مُجَارَبہ (یعنی جنگ) کرتے ہیں یا اس سے مغلوب ہو (یعنی ہار) جاتے ہیں۔

(منہاج العابدین (عربی)، ص ۴۶)

دوسروں کے بارے میں قیمتی معلومات کے لئے ایم ایس ایم دہشت راکٹم علیہ کے رسائلے
”وسوسوں کا علاج“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے

یہ کتاب ایک نظر میں

❁ کسی شخص، جگہ، چیز یا وقت کو منہوس جانے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں یہ محض وہی خیالات ہوتے ہیں ❁ شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وقت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ اگر اچھا سمجھا تو اچھا شگون یا نیک فال ہے اور اگر بُرا سمجھا تو بُد شگون ہے ❁ نیک فال لینا مُسْتَحَب ہے، بُد فالی (یا بُد شگونی لینا) شیطانی کام ہے ❁ بُد شگونی پر گناہ اس وقت ہوگا جب اس کے تقاضے پر عمل کر لیا اور اگر اس خیال کو کوئی اہمیت نہ دی تو کوئی اثر نہیں ❁ بُد شگونی لینا عالمی بیماری ہے مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے بُد شگونیاں لیتے ہیں ❁ بُد شگونی انسان کے لئے دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے بے حد خطرناک ہے ❁ بُد شگونی سے ایمان بھی ضائع ہو سکتا ہے ❁ بُد شگونی لینا مسلمان کو زیر نہیں دیتا بلکہ یہ غیر مسلموں کا پُرانا طریقہ ہے ❁ دورِ حاضر میں بھی بہت سے غلط سُلطِ اعتقادات، توہمات اور ناجائز رسومات زور پکڑتی جا رہی ہیں جن کا تعلق بُد شگونی سے بھی ہوتا ہے مثلاً ماؤ صفر کو منہوس جاننا، چھینک کو منہوس جاننا، ستاروں کے اثرات پر یقین رکھنا، مسلسل بیٹیوں کی پیدائش کو منہوس سمجھنا، گھر میں ہیبت کا درخت لگانے کو منہوس سمجھنا، شوال یا مخصوص تاریخوں میں شادی کو منہوس جاننا، عورت گھر اور گھوڑے کو منہوس سمجھنا وغیرہ ❁ استخارہ کرنا جائز و مستحسن ہے ❁ نظر لگنا ایک حقیقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ❁ اسلامی عقائد کی معلومات حاصل کر کے ”اَللّٰهُمَّ رَجُلٌ عَلٰی سَیِّئَةٍ“ پر سچا توکل کر کے، بُد شگونی کے تقاضے پر عمل نہ کر کے اور مختلف وظائف کے ذریعے بُد شگونی کا علاج کیا جاسکتا ہے۔

تفصیلات کے لئے اسی کتاب ”بُد شگونی“ کا مکمل مطالعہ کیجئے



ISBN 978-969-631-122-5



0109919



MC 1266

فیضانِ مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net